معدوم فقہی مسالک

دلچسپ تاریخی تجزیہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف
مختار خواجہ

ترجمہ
مولانا احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
فاضل ندوۃ العلماء لکھنو، ہند

اعداد و تعارف
محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

معدوم ہو چکے فقہی مسالک

دلچسپ تاریخی تجزیہ

تالیف:

مختار خواجہ

ترجمہ:

مولانا احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ

فاضل ندوۃ العلماء لکھنو، ہند

اعداد و تعارف:

محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حارث پبلی کیشنز

جملہ حقوقِ اشاعت برائے حارث پبلی کیشنز محفوظ نہیں ہیں۔

معدوم ہو چکے فقہی مسالک

دلچسپ تاریخی تجزیہ

تالیف: ..... مختار خواجہ

ترجمہ: ..... مولانا احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ
فاضل ندوۃ العلماء لکھنؤ، ہند

اعداد و تعارف: ..... محمد فہد حارث

اشاعت اوّل: ..... اگست ۲۰۲۱

تعداد کتاب: 1100

کمپوزنگ: ..... مسز محمد عمران

قیمت: .....

پبلشر:

حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	پیش گفتار	6
2	عرض مترجم	25
3	معدوم ہو چکے فقہی مسالک	27
4	امام اوزاعی رحمہ اللہ کا مسلک	30
5	امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مسلک	34
6	امام لیث بن سعد رحمہ اللہ کا مسلک	37
7	امام ابوثور رحمہ اللہ کا مسلک	38
8	ظاہری مسلک	41
9	امام طبری رحمہ اللہ کا مسلک	46
10	فقہی مسلک کے لازمی عناصر	49
11	زہد اور عزلت پسندی	52
12	شاگردوں وعلمائے مسلک کی سستی وکوتاہی	55
13	حکومتوں کی جانب سے داروگیر	58
14	حالات وکیفیاتِ زمانہ کا اثر	63

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیشِ گفتار

''قرآنی فکر'' سے منسوب ایک دوست معترض ہوئے کہ

''آپ حضرات قرآن کو چھوڑ کر جس فقہی وحدیثی ذخیرے پر اپنے اسلام کی بنیادیں اٹھائے ہوئے ہیں اس کی تدوین تو نبی ﷺ کے انتقال کے بعد بہت جلدی بھی مانی جائے تو کم از کم سو سال بعد کی بنتی ہے۔ پس جن بنیادوں کا وجود دور نبوی ﷺ سے متصل پہلی صدی میں نہ تھا، آپ کیسے ان پر اپنے اسلام کو استوار کر سکتے ہیں''۔

ہمارے نزدیک یہ وہ مغالطہ ہے جو پہلے دن سے ''قرآنی فکر'' سے متاثر لوگ دیتے آرہے ہیں لیکن حیرت ہے کہ بالفرض محال اگر ان کے اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو پھر ان احباب کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے کہ یہ جس قرآنی فکر کے داعی ہیں وہ تو دور نبوی ﷺ کے تقریباً ۱۳۰۰ سال بعد وجود میں آئی ہے۔ ۱۰۰ سال کا عرصہ تو چلیں پھر بھی کھینچ تان کر پورا کیا جا سکتا ہے۔ یہ ۱۳۰۰ سالوں کا خلاء آپ کیسے پُر کریں گے۔

خیر آمدم برسر مطلب۔ دراصل ہمارے ان دوستوں کی اسلامی تاریخ سے متعلق معلومات کچھ ناقص ہے اسی سبب ان کی طرف سے اس قسم کے استدلالات آتے ہیں۔ ورنہ ہمارا فقہی ذخیرہ ہو یا حدیثی ذخیرہ دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے دور سے پوری طرح مربوط ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سن ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے، ان کے اساتذہ میں حماد بن سلیمان رحمہ اللہ اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ شامل ہیں، جبکہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ ان کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ یہ وہی امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد امام مالک بن انس رحمہ اللہ (ولادت ۹۳ ہجری) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان کو یہ شرف حاصل رہا کہ فقہائے اربعہ میں سے پہلے دو حضرات کے یہ براہ راست شاگرد تھے۔ انہیں امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے ایک ہم سبق امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (ولادت ۱۵۰ ہجری) بھی تھے جو امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے بھی شاگرد تھے۔ گویا ایک واسطے یعنی امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے ذریعے امام شافعی رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ سے بھی استفادے کا موقع ملا تو دوسری طرف براہ راست امام مالک رحمہ اللہ کی فقہ سے بھی مستفید ہوئے۔ جبکہ امام مالک رحمہ اللہ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ فقہ اربعہ کے دو اماموں کے وہ براہ راست استاد رہے یعنی امام شافعی رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ۔ اسی طرح سے امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ولادت ۱۶۴ ہجری) تھے۔ گویا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو براہ راست امام شافعی رحمہ اللہ کی فقہ جاننے کا موقع ملا اور بالواسطہ یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کے ذریعے امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ سے بھی مستفید ہوئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا موقع امام بخاری رحمہ اللہ (ولادت ۱۹۴ ہجری) کو حاصل رہا جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاگردی کا شرف امام مسلم رحمہ اللہ (ولادت ۲۰۴ ہجری) کو حاصل تھا۔ یاد رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کے بیشتر اساتذہ مشترک تھے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ۔

اسی طرح سے امام ترمذی رحمہ اللہ کو بھی براہ راست امام بخاری رحمہ اللہ و امام مسلم رحمہ اللہ کی شاگردی کا شرف حاصل رہا جبکہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کو امام مسلم رحمہ اللہ کے استاد امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کی شاگردی و سرپرستی حاصل رہی۔ انہیں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے ایک اور استاد امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تھے جو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بھی استاد تھے۔ جبکہ امام نسائی رحمہ اللہ کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ سے استفادہ کا موقع ملا جبکہ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ امام نسائی رحمہ اللہ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔

المختصر اس دقیق و گنجلک تفصیل کی وجہ یہ بتانا مقصود تھا کہ ہمارا علمی ورثہ خیر القرون کے دور سے اس قدر مربوط اور ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے کہ نہ صرف چاروں ائمہ ایک دوسرے سے باہم مربوط اور مستفید رہے بلکہ فقہائے اربعہ کا یہ سلسلہ آگے بڑھ کر محدثین سے ملا اور پھر ہمارے صحاح ستہ کے تمام مولفین بھی اسی ربط و سلسلے سے باہم جڑے رہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ کوئی فقیہ یا محدث کہیں بیچ میں بغیر کسی ربط کے آ گیا ہو۔ یہی وجہ رہی کہ ان ائمہ و محدثین کے زمانے میں قواعدِ اصولیہ کے تحت شدید فقہی و فروعی اختلاف کے باوجود یہ یہ ائمہ اور ان کے براہ راست شاگرد ایک دوسرے سے نہ صرف مستفید ہوتے رہے بلکہ ایک دوسرے کی بے پناہ عزت و احترام بھی کرتے رہے۔ ظاہر سی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات ہے ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طریقے سے دوسرے سے جڑا ہوا تھا۔ مثال کے طور پر امام ترمذی رحمہ اللہ کو لے لیں، جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، امام شافعی رحمہ اللہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے ہم سبق تھے اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو امام حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کی شاگردی کا شرف حاصل رہا، امام حماد رحمہ اللہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے شاگرد خاص تھے، جبکہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو امام علقمہ رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا موقع ملا جو کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردِ خاص تھے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بقول سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں شامل فرد اور قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے صحابی تھے۔ اسی طرح امام مالک کا سلسلہ تو مشہور ہی سلسلة الذهب کے نام سے ہے یعنی مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ یعنی امام مالک نافع کے شاگرد ہیں، نافع سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عرصہ دراز تک صحبت وصحابیت کا شرف حاصل رہا۔ سو یوں یہ سلاسل صحاح ستہ کے مولفین سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک بمعہ جید ترین واسطوں کے پہنچ جاتا ہے۔ ایسے میں یہ کہنا کہ ہمارا حدیثی وفقہی ذخیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سالوں بعد وجود میں آیا ہے، محض تجاہل عارفانہ ہے یا پھر کم علمی کا شاخسانہ۔

جب یہ معترض حضرات مذکورہ بالا حقائق سے لاجواب ہو جاتے ہیں تو فوراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پینترا بدل کر فقہاء پر طعن شروع کر دیتے ہیں۔ شومئی قسمت کہ اس طعن میں ہمارے بعض ایسے نادان دوست بھی، محض مسلکی عصبیت کے تحت، شریک ہو جاتے ہیں جو خود کو منہج محدثین کا پیروکار بتلاتے ہیں۔

کچھ دنوں قبل کی بات ہے کہ ہمارے ایک ہم منہج دوست معترض ہوئے کہ امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **الضعفاء** میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کو جہمی قرار دیا ہے۔ سو ایسے حضرات کی عزت کرنا یا ان کو سلف ماننا قطعی غیر مناسب رویہ ہے۔ جواباً ہم نے ان کی جناب میں عرض کیا کہ محترم ایسی جرحیں متقدمین محدثین کی ایک دوسرے کی بابت آپ کو کافی تعداد میں مل جائیں گی لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ متاخرین محدثین بلا امتیاز مسلک تمام محدثین وفقہاء کی عزت وتقدیس کے قائل رہے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے حافظ الحدیث اور ماہرِ رجال جو کہ مسلکاً شافعی تھے اور جن کے سامنے ایسی تمام جرحیں موجود تھیں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے دونوں شاگردین کے مناقب پر کتاب بنام ''**مناقب ابی حنیفه و صاحبیه**'' تصنیف کی۔ پس اس طرح کی جرحوں کو بنیاد بنا کر کبار ائمہ پر طعن کرنا قطعاً سلف کا طریقہ نہیں بلکہ اس کی ضد ہے۔

خیر اس جرح کی طرف واپس آتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ دیکھتے ہیں کہ کیا علم الحدیث والروایت کی رو سے اس قول کی نسبت امام ابوزرعہ الرازی کی طرف درست ہے یا نہیں۔ ہمارے ناقص علم کے تحت امام ابوزرعہ الرازی سے منقول یہ قول منقطع ہونے کے سبب لائق استدلال نہیں ہے۔ کیونکہ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کی پیدائش بحوالہ **تهذيب التهذيب** ۲۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجری کی ہے جبکہ اس قول میں مطعون دونوں حضرات یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کا سنِ وفات بالترتیب ۱۵۰ ہجری اور ۱۸۹ ہجری ہے۔ لہٰذا ان دونوں حضرات کے جہمی خیالات ونظریات کا امام ابوزرعہ الرازی کو کیونکر علم ہو جب کہ وہ ان کے سماعی نہیں ہو سکتے تھے، اس کی کوئی تصریح امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ سے منقول نہیں۔ پس اس لحاظ سے اس قول کی سند منقطع ٹھہرتی ہے۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ ہمارا خود ساختہ اصول ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم نے یہ اصول محدث العصر حافظ زبیر علی زئی مرحوم سے اخذ کیا ہے جہاں انہوں نے امام ابوداؤد کی اسی طور کی ایک جرح جو کہ انہوں نے ایک راوی عبداللہ بن سالم اشعری پر ناصبی ہونے کے ضمن میں کی تھی اسی اصول کے تحت رد کر دی تھی۔ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ ''القول المبین'' صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ

> ''بقول آجری امام ابوداؤد ۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے اور بقول آجری عن ابوداؤد:
>
> ''عبداللہ بن سالم ۱۷۹ ہجری میں فوت ہوا یعنی اس کی وفات کے تئیس سال بعد ابوداؤد پیدا ہوئے، لہٰذا انہیں یہ قول (یہ عبداللہ بن سالم ناصبی ہے اور کہتا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کے قتل پر اعانت کی) کس طرح معلوم ہوا؟ سند کے انقطاع کی وجہ سے اس قول کی نقل مردود ہے۔''

المختصر حافظ زبیر علی زئی مرحوم کے پیش کردہ اس اصول الروایت کے تحت امام ابوزرعہ الرازی کے اس قول کی استنادی حیثیت اس قدر مضبوط نہیں کہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ جیسے کبار ائمہ پر طعن کرنے کے لئے لائق حجت مانا جائے۔ اور بالفرض اگر اس قول کی نسبت ان سے درست بھی ثابت ہو جائے تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ واقعی ان حضرات کی جانب سے اس الزام میں کوئی صداقت بھی ہے یا نہیں۔ ہمارے نزدیک اس قول کی نسبت امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر امام کی طرف اس لئے بھی مشتبہ ہے کہ خود ان سے جہمی کی جو تعریف منقول ہے، ایسی کوئی تعلیمات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ سے منقول نہیں۔

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی مرحوم الحدیث شمارہ ۲ صفحہ ۴۴ پر امام عبدالرحمان بن ابی حاتم رحمہ اللہ کے حوالے سے امام ابو زرعہ رحمہ اللہ اور امام ابوحاتم رحمہ اللہ سے جہمی کی تعریف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''و من قال لفظی بالقرآن او القرآن بلفظی مخلوق فهو جهمی یعنی جو شخص میرے الفاظ جن سے میں قرآن پڑھتا ہوں یا قرآن میرے الفاظ کے ساتھ مخلوق ہے کہے وہ جہمی ہے۔''

گویا امام ابو زرعہ الرازی کے مطابق قرآن کو مخلوق ماننے والا شخص جہمی ہے۔

جبکہ ائمہ اہلحدیث کے کبار علماء کی تصریحات موجود ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ قرآن کے غیر مخلوق ہونے کے قائل تھے۔ مجموع الرسائل و المسائل، طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے صاف تصریح موجود ہے کہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمیت تمام ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ سلف سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ وہ قرآن کو غیر مخلوق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے تھے ①۔ اس سلسلے میں سب سے اچھا کلام شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ آپ ''سیرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ'' للمولف ابوزھرہ مصری کے حاشیہ میں صفحہ نمبر ۳۲۷ میں لکھتے ہیں:

''صحیح یہ ہے کہ امام (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) صاحب صراحۃً قرآن کے غیر مخلوق ہونے کے قائل تھے جیسا کہ کتاب الاسماء (بیہقی) اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔''

آگے مزید لکھتے ہیں:

''سارے ائمہ سلف عقیدہ خلق قرآن کو گمراہی سمجھتے تھے، خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے دونوں قابل شاگرد (امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ) خلق قرآن کے عقیدہ کو کفر سمجھتے تھے۔ کتاب الاسماء والصفات (از امام بیہقی) میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے بروایت ثقات مذکور ہے:

''کلمت ابا حنیفة فی ان القرآن مخلوق ام الا فاتقن رائیه، برائیی علٰی ان من قال القرآن مخلوق فهو کافر، رواه هذا کلهم ثقات''۔ ②

(میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قرآن کے مخلوق ہونے کے متعلق گفتگو کی تو آپ کی رائے اور میری رائے اس بارے میں یہ قرار پائی کہ جو شخص یہ کہتا ہے قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے۔ اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں۔)

① جلد ۱ صفحہ ۳۵۲
② ص ۸۸ طبع ھند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے:

من قال القرآن مخلوق فلا تصل خلفه ①

(جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ قرآن مخلوق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔)

اور یہی رائے سب ہی ائمہ اہلسنت کی ہے۔'' ②

اسی طرح تلفظ قرآن کو مخلوق کہنے سے متعلق مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ حاشیہ سیرت امام احمد بن حنبل للمولف ابوزھرہ مصری صفحہ ۲۴۱ پر لکھتے ہیں کہ

''امر محقق یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں کچھ نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کے زمانے میں اس مسئلے نے ایسی شہرت پائی تھی۔''

المختصر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ پر جہمی ہونے کی تہمت ثابت ہی نہیں، سو اگر امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ سے اس قول کی نسبت ثابت بھی ہو جائے تو حقائق کے برخلاف یہ جرح مردود مانی جائے گی۔ پھر یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیسا ہم نے شروع میں تصریح کی کہ بعض محدثین کی بعض محدثین وفقہاء پر جرح سے جن پر جرح کی جا رہی ہو ان پر طعن لازم نہیں آتا۔

جیسا کہ اسی تلفظ قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلے کو لے کر خود امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ نے امام بخاری سے روایت کرنا ترک کر دی تھی۔ امام ابن ابی

① ص ۸۸ طبع ھند

② حاشیہ سیرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ للمولف ابوزھرہ مصری صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاتم ''الجرح والتعدیل جلد ۷ صفحہ ۱۹۱'' میں لکھتے ہیں:

سمع منه ابی و ابو زرعة ثم ترکا حدیثه عند ما کتب الیهما محمد بن یحییٰ النیسابوری انه اظهر عندهم ان لفظه بالقرآن مخلوق

یعنی ''امام بخاری رحمہ اللہ سے میرے والد (امام ابو حاتم رحمہ اللہ) اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے حدیث سنی تھی لیکن پھر ان کی حدیث ترک کر دی تھی جب ان کی طرف امام محمد بن یحییٰ الذہلی نیشاپوری نے یہ خط لکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے ہاں اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ جو الفاظ ان کے منہ سے نکلتے ہیں وہ مخلوق ہیں۔''

یہی بات حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ''**دیوان الضعفاء و المتروکین**'' میں جلد دوم میں امام بخاری رحمہ اللہ کے تذکرے میں لکھی ہے کہ

فما سلم من الکلام لاجل مسالة اللفظ، ترکه لا جلها ابو زرعة و ابو حاتم، و هجرة الذهلی

یعنی ''امام بخاری مسئلہ لفظ (تلفظ قرآن کو مخلوق کہنے) کی وجہ سے تنقید سے محفوظ نہ رہ سکے، چنانچہ اسی وجہ سے امام ابوزرعہ رحمہ اللہ اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ان کو ترک کر دیا اور امام ذہلی رحمہ اللہ نے ان کو (اپنے درس سے) نکال دیا تھا۔''

اس واقعہ کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ کی حالات پر اردو زبان میں سب سے قدیم اور مستند کتاب ''سیرت امام بخاری'' للمؤلف علامہ عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ میں بھی اشارہ موجود ہے کہ اتفاقات سے امام بخاری رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اس فتنہ سے محفوظ نہ رہ سکے اور امتحان میں مبتلا ہو گئے۔ ①

ان تمام تفصیلات کے باوجود الحمدللہ آج تک کسی اہل علم نے امام بخاری رحمہ اللہ کی جانب جہمیت کی نسبت نہیں کی جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کی طرح ان پر بھی امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کی جانب سے ذکر کردہ مسئلہ کو لے کر نقد موجود ہے۔ پس جب امام بخاری رحمہ اللہ کا احترام اس جرح کے باوجود ہم پر لازم ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کا احترام بھی واجب ہے اور متقدمین کے ایسے کلام اور جرحوں کو لے کر ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم ایسے کبائر ائمہ پر طعن کریں پھر چاہے وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وصاحبین رحمہما اللہ ہوں یا امام شافعی رحمہ اللہ و امام بخاری رحمہ اللہ ہوں۔ ہمارے لئے یہ تمام ائمہ حدیث وفقہ برابر عزت واحترام کے لائق ہونے چاہیئے۔ دین کے لئے ان کی کردہ کاوشوں کو ہم زندگی بھر نہیں پہنچ سکتے۔

مقامِ افسوس تو یہ ہے کہ معترضین کی طرف سے بات صرف ہمارے فقہی وحدیثی ذخیرے کی مربوط ہونے اور فقہاء ومحدثین کے طعن پر ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ وضعی روایات کے تحت عموماً یہ بھی باور کروایا جاتا ہے کہ گویا پہلی صدی کے اختتام سے پہلے ہی عمالِ حکومت اور علمائے اسلام میں کافی بُعد پیدا ہو چکا تھا اور دونوں گروہ ایک دوسرے سے دوری بنائے رکھتے تھے۔ جبکہ درست تاریخی حقائق اس بات کی کلیتاً نفی کرتے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ پر مشتمل پہلی مدون کتاب موطا امام مالک رحمہ اللہ کی بابت صاف تصریح موجود ہے کہ دوسرے عباسی خلیفہ ابوجعفر المنصور رحمہ اللہ کے کہنے پر امام مالک نے اس کی

① صفحہ ۲۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدوین کا آغاز کیا تھا۔ حیات امام مالک صفحہ ۲۳۴ میں علامہ ابو زہرہ مصری لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کا موطا جمع کرنا خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی رحمہ اللہ کے کہنے پر مبنی تھا جس میں انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے درخواست کی تھی:

''حدیث کی ایک ایسی کتاب مدون کیجئے جس میں نہ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شدائد ہوں، نہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شذوذ اور نہ ہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رخصتیں۔ اس میں اوسط امور اور وہ باتیں جس میں صحابہ کا اجماع ہے درج کیجئے۔''

اس مشورے کی بابت ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''فو اللہ لقد علمنی التصنیف یومئذ یعنی اللہ کی قسم (ابو جعفر المنصور نے) مجھے اسی وقت تصنیف کتاب کا طریقہ سمجھا دیا۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ امام مالک نے موطا کی تدوین مکمل کر کے اپنی کتاب عباسی خلیفہ ہارون الرشید عباسی رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی جس پر انہوں نے کتاب کی کافی تعریف کی اور تجویز سامنے رکھی کہ اس کو کعبہ میں لٹکا دیا جائے تاکہ تمام بلادِ اسلامیہ میں اس مجموعہ حدیث کے تحت فقہ اسلامی پر عمل کروایا جا سکے، جس پر امام مالک رحمہ اللہ نے علمی توسع کے پیش نظر ہارون الرشید رحمہ اللہ کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

پھر یہ بات بھی غور کرنے لائق ہے کہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ اس کتاب کو پوری بلاد اسلامیہ کا فقہی ماخذ بنانے کی بات کرتے ہیں جس میں امام مالک رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اور امیر عبدالملک بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مروان رحمہ اللہ جیسے اموی اساطین کے فتاویٰ اور تعامل درج کئے ہیں۔ گویا سیاسی اختلاف اپنی جگہ لیکن علمی طور پر بنو امیہ اور بنو عباس میں کوئی باہمی تعصب نہیں تھا کیونکہ دونوں ہی قرآن وسنت کو دین کا ماخذ ماننے کے دعویدار تھے۔ پھر چار عباسی خلفاء نے خود امام مالک رحمہ اللہ سے موطا امام مالک کی سماعت کی یعنی امیر مہدی عباسی، امیر ہارون الرشید عباسی، امیر محمد الامین عباسی اور امیر عبداللہ المامون عباسی۔ علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۰۴ میں لکھتے ہیں:

''قاضی فاضل نے ایک رسالے میں کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی بادشاہ نے طلب علم کے لئے سفر کیا ہو سوائے ہارون الرشید کے۔ وہ اپنے دونوں فرزندوں الامین اور المامون کے ساتھ موطا کی سماعت کے لئے امام مالک کے پاس گئے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہارون الرشید نے جس نسخے سے سماعت کی وہ مصریوں کے خزانے میں محفوظ تھا، پھر کہتے ہیں کہ اس کی سماعت کے لئے سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسکندریہ کا سفر کیا اور طاہر بن عوف سے اسکی سماعت کی۔ ایسے کسی تیسرے کو میں نہیں جانتا۔''

اسی طرح جب یحییٰ مصمودی رحمہ اللہ موطا امام مالک رحمہ اللہ کو لے کر مغرب گئے تو وہاں اموی حکومت کی سرپرستی میں موطا کو مقبولیت نصیب ہوئی اور یوں مالکی فقہ ان علاقوں کا دستور قرار پایا۔ گویا مشرق کے عباسی ہوں یا مغرب کے اموی، سب سیاسی اختلافات کے باوجود ایک دین کے پابند تھے۔ جس طرح عباسیوں نے موطا میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ اور امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے فتاویٰ کو دین کی بابت حجت باور کیا، اسی طرح مغرب کے اموی امراء نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کا خیال نہیں کیا کہ موطا کی تدوین عباسیوں کی زیر پرستی اور تجویز کے تحت ہوئی ہے۔ اسی طرح سے امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الام'' کی جلد ۴ صفحہ ۱۵۸ میں دیوان فاروقی کے سلسلے میں امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ عباسی خلیفہ المہدی عباسی کا تعامل بھی بطور نظیر شرعی درج فرمایا ہے۔ یہی نہیں بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد کبیر جناب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو خلافت عباسیہ میں جو مقام و مرتبہ حاصل تھا وہ کس سے مخفی ہے کہ دولت رحمہ اللہ اسلامیہ کے پہلے قاضی القضاۃ مقرر کئے گئے۔ بقول علامہ ابوزھرہ مصری کہ خلافت عباسیہ کا استحکام بھی ایک سبب تھا فقہ حنفی کی اشاعت اور فروغ میں۔ ①

بعینہٖ اسی طور سے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے مذاہب کو بھی مکمل فروغ اس وقت حاصل ہوا جب کہ عباسی خلفاء نے ان کی سرکاری حیثیت کو تسلیم کرلیا۔ امیر القادر باللہ عباسی رحمہ اللہ فقہ شافعی کے ائمہ میں سے تھے اور ساتھ ہی ایک اور عباسی خلیفہ امیر المستر شد باللہ رحمہ اللہ جو کہ عمدۃ الدنیا والدین کہلاتے تھے وہ بھی فقہ شافعی کے پیروکار تھے اور ان کے اسی لقب کی مناسبت سے امام ابوبکر الشاشی نے اپنی کتاب ''العمدۃ'' تحریر کی تھی۔ ②

امام شافعی رحمہ اللہ اور امیر ہارون الرشید عباسی رحمہ اللہ کے کافی قریبی تعلقات کا مورخین وفقہاء نے ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ہارون الرشید امام مالک کے ساتھ ساتھ امام شافعی کے بھی کافی معتقد تھے۔ اسی طرح سے مامون اور مابعد کے معتزلی عباسیوں کے ظلم کے بعد جب متبع سنت عباسی خلیفہ

① حیات ابو حنیفہ للمولف ابو زھرہ مصری
② طبقات الشافعیہ الکبریٰ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جعفر المتوکل علی اللہ عباسی رحمہ اللہ برسر اقتدار آئے تو نہ صرف انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ کو خلق قرآن کے مسئلہ کی بابت صعوبتوں سے مکمل نجات دلوائی بلکہ ان کے مخلص معتقد رہے۔ یہی وجہ رہی کہ مابعد کے ادوار میں آنے والے عباسی خلیفہ امیر الناصر الدین باللہ اور امیر المستضی باللہ نے حنبلی مذہب اختیار کر کے اپنے عہد حکومت میں اس کی اشاعت کی۔ الغرض ایسا قطعی نہیں تھا کہ خلفائے اسلام اور علمائے اسلام میں کوئی مشرق و مغرب کا بُعد تھا بلکہ ہمارے اکثر خلفاء و عمال امور دین کے ماہر بھی ہوتے تھے۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ جب سندھ فتح کرنے آئے تو اس وقت علوم اسلامیہ کی کافی شد بد رکھتے تھے اور جس حجاج بن یوسف رحمہ اللہ نے انہیں سندھ فتح کرنے بھیجا تھا، اس کی قرآن فہمی اور ذوق قرآنی سے کس کو مجال انکار کے قرآن کی رکوعوں میں تقسیم اور ان پر حرکات و اعراب لگوانے کا کام امیر حجاج رحمہ اللہ نے ہی کروایا تھا۔

اسی طرح ''الجوھر المضیه فی طبقات الحنفیه'' میں یہ تصریح ہے کہ سلطان محمود غزنوی فقہ میں کافی درک رکھتے تھے اور کئی فقہی مسائل کی تنقیح ان سے ثابت ہے۔ ایسا ہی کچھ معاملہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا تھا جنہوں نے طاہر بن عوف سے موطا کی سماعت کے لئے اسکندریہ کا سفر کیا۔ المختصر اسلامی تاریخ کے بیشتر خلفاء و امراء اور سلاطین عام طور پر اصحاب علم و فضل تھے جن کی زندگی سیاست کے ساتھ ساتھ علم دوستی میں بھی صرف ہوئی۔

نوٹ: بعض خلفاء اور علمائے وقت کے مابین اختلافات اور باہمی نزاعات کے واقعات بھی ملتے ہیں جن سے ہمیں مجال انکار نہیں، تاہم ایسے واقعات کافی کم ہیں اور چند علماء تک ہی محدود ہیں۔ جیسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور معتزلی خلیفہ مامون عباسی کا اختلاف جس کی پاداش میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سخت صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔

مذکورہ بالا سطروں میں تو محض ان فقہی مسالک کا ذکر تھا جو امت کے درمیان آج تک رائج رہ گئے ہیں۔ ان فقہی مسالک کے علاوہ بھی کئی ایسے نادر اور وقیع فقہی مسالک اور ان کے جلیل القدر ائمہ اسلامی تاریخ میں گزر چکے ہیں، جن پر مسلمان جس قدر فخر کریں کم ہیں لیکن شومئ قسمت کے امتدادِ زمانہ اور بعض دیگر نامساعد حالات و وجوہات کے سبب وہ فقہی مسالک امت میں باقاعدہ مستقل مذاہب کے طور پر پنپ نہ سکے اور جلد یا بدیر کسی دوسرے فقہی مسلک میں ضم ہو کر معدوم ہو گئے۔ تاہم اس سلسلے میں یہ بات قابلِ غور رہے کہ ان معدوم فقہی مسالک و مذاہب میں سے کوئی ایک فقہی مسلک و مذہب اس وجہ سے معدوم نہ ہوا کہ علمی حیثیت یا قرآن وسنت سے استنباط کے ضمن میں ان میں اثر پذیری کا فقدان یا کوتاہیاں تھیں بلکہ ان کے معدوم ہونے کی وجوہات خالص زمانی تغیرات وحالات تھے جن سے زیرِ نظر رسالے میں قارئین واقفیت حاصل کریں گے ان شاء اللہ۔

زیرِ نظر رسالہ ''بنام معدوم ہو چکے فقہی مسالک'' جناب مختار خواجہ کا لکھا ایک عربی مضمون ہے جو مورخہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۰ء کو الجزیرہ کی ویب سائٹ پر شائع ہوا تھا جس میں مختار خواجہ صاحب نے امام اوزاعی، امام لیث بن سعد، امام ابن جریر طبری، امام داؤد ظاہری اور دیگر کئی ائمہ اور ان کے غیر مروجہ مسالک کا تذکرہ کیا ہے جو امتدادِ زمانہ اور نامساعد حالات کے سبب آج علمی دنیا میں اپنی مستقل وجداگانہ حیثیت میں موجود نہیں۔ اس مضمون کی علمی وثاقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وقیع معلومات کے پیشِ نظر ماہنامہ ''زندگی نو'' ہندوستان کے مدیر محترم ڈاکٹر محی الدین غازی صاحب نے جناب احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ سے استدعا کی کہ وہ اس خالص علمی و تاریخی مضمون کا اردو داں طبقے کے لیے ترجمہ کریں جو دو اقساط میں ماہنامہ ''زندگی نو'' میں شائع کیا جائے گا۔ پس مولانا احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ کے قلم سے اس مضمون کا رواں، سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ عمل میں آیا جس کی پہلی قسط الیاس نعمانی صاحب نے اپنے فیس بک اکاونٹ سے مورخہ ۵ جولائی ۲۰۲۱ء کو نشر کی۔

راقم الحروف نے ان کی وال پر اس مضمون کی پہلی قسط مطالعہ کی تو مضمون کے مندرجات کی علمی وثاقت اور دلچسپ تحقیقی مواد، جس پر مولانا احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ کے رواں و سلیس ترجمہ نے مزید چار چاند لگا دیئے ہیں، سے مجبور ہو کر فی الفور مترجم موصوف سے رابطہ کر کے اجازت چاہی کہ وہ راقم کو حارث پبلی کیشنز کی جانب سے اس مضمون کو شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حسبِ توقع مولانا احمد الیاس صاحب نے وسیع القلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مضمون کی اشاعت کی اجازت دے دی اور یوں آج یہ مضمون بصورت کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

مترجم جناب احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ جید حنفی عالم اور مصنف کتبِ کثیرہ مولفِ ''معارف الحدیث'' علامہ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے نواسے ہیں۔ آپ کے والد مولانا محمد زکریا سنبھلی حفظہ اللہ معروف دینی درسگاہ ندوۃ العلماء میں شعبۂ حدیث کے استادِ اول یعنی شیخ الحدیث ہیں۔ مولانا الیاس نعمانی حفظہ اللہ نے مکتب سے لے کر فضیلت تک کی مکمل تعلیم ندوۃ العلماء سے ہی حاصل کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے عالمیت کی سند ۱۹۹۹ء میں حاصل کی جبکہ فضیلت (اختصاص فی علوم الحدیث) کی سند ۲۰۰۱ء میں آپ کو تفویض ہوئی۔ آنجناب ۲۰۰۳ء سے لکھنؤ میں واقع ندوۃ العلماء کی شاخ مدرسہ سیدنا بلال میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں جہاں طلابِ علم آپ سے تفسیر اور حدیث کے علوم حاصل کرتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور ہندوستان کے مختلف اداروں کی خواہش پر اب تک محترم نعمانی حفظہ اللہ تیس سے زائد کتب کے تراجم کر چکے ہیں۔ جب سے یہ پتہ چلا کہ علامہ منظور نعمانی رحمہ اللہ جیسے جید عالم آپ کے نانا اور علامہ عتیق الرحمٰن سنبھلی جیسے حق گو صاحبِ تصنیف و تالیف آپ کے ماموں ہیں تو آپ سے ایک خاطر خواہ قلبی تعلق سا محسوس ہونے لگا ہے۔ راقم اس سے قبل بھی فیس بک کے توسط سے آپ کی علمی تحاریر سے مستفید ہوتا رہتا تھا اور آپ کے تبحر علمی کا قائل تھا، تاہم جب سے آپ کی خاندانی نسبت کا ادراک ہوا ہے تو یہ عقدہ کشا ہو سکا کہ یہ تبحر علمی آپ کو کیونکر عطا ہوئی ہے۔ علامہ عتیق الرحمٰن سنبھلی کی معرکۃ الاراء تصنیف ''واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر'' اپنے معتدل و محقق مندرجات کے سبب اس احقر نے پاکستان میں تطہیر و تنقیحِ تاریخ کے ضمن ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کروائی ہے۔

یہ احقر مولانا احمد الیاس نعمانی حفظہ اللہ کا تہہ دل سے ممنون ہے کہ انہوں نے راقم کو اپنے اس ترجمہ کیے ہوئے مضمون بنام ''معدوم ہو چکے فقہی مسالک'' کی حارث پبلی کیشنز، پاکستان کی جانب سے شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اللہ ان کو علم کی اس تبلیغ و اشاعت کے لیے جزائے خیر سے نوازے۔

اس رسالے کی اشاعت کے سلسلے میں سب سے اول اس اللہ عزوجل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور شکر گزار ہوں کہ اس مالک نے اس احقر کو اس قابل بنایا کہ وہ یہ کام کر سکے۔ اگر اس کی مدد شاملِ حال نہ ہو تو کوئی کام ممکن نہیں۔ اسی کے کرم سے یہ کام ہو سکا ہے اور اس کام کی ہر اچھائی صرف اسی ذاتِ باری تعالیٰ کے سبب سے ہے۔ اس مالک کُل کے شکریہ کے بعد اپنے عزیز دوست محترم راشد جمال، محمد صہیب نذیر اور بلال احمد راؤ کا شکریہ ادا کرونگا کہ ان کے تعاون کے بغیر یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچانا ممکن تھا۔ ان کی ہمت اور ساتھ رہا کہ یہ کام ہو سکا۔ اللہ اس دوستی اور ساتھ کو ہمیشہ بنائے رکھے۔ ساتھ ہم محترم جناب حافظ عمران حفظہ اللہ کے نہایت ممنون ہیں کہ انہوں نے نہایت دقتِ نظری سے اس مضمون کی فارمیٹنگ کر کے نہایت کم وقت میں جدید کمپیوٹرائز کمپوزنگ کے قالب میں ڈھالا۔ اس کے لئے ہم ان کے بے حد شکر گزار ہیں۔

کسی بھی کام میں کمال صرف اس ذاتِ بے ہمتا کو ہی سزاوار ہے، مخلوق کا کام تو غلطیوں سے پُر ہوتا ہے۔ پھر بھی اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی کوئی کمی نہ رہ جائے، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی کمی یا غلطی رہ جائے تو قارئین سے التماس ہے کہ اس بابت مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ ایجابی طریق سے آئی ہر تنقید کو سر آنکھوں پر رکھا جائے گا۔

محمد فہد حارث

ڈائریکٹر حارث پبلی کیشنز

دبئی، متحدہ عرب امارات

۱۷ جولائی ۲۰۲۱ء بمطابق ۷ ذو الحجة ۱۴۴۲ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض مترجم

ہماری فقہی تاریخ، فقہا کی خدمات اور فقہی مسالک کے سلسلے میں عام مسلمانوں میں گوناگوں غلط فہمیاں بلکہ چند بدگمانیاں پائی جاتی ہیں، جن میں سے اکثر کا سبب لاعلمی اور ناواقفی ہے، مثلاً بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رائج چار فقہی مسالک کے ائمہ کے علاوہ کسی اور فقیہ کا مسلک پنپ نہیں سکا یا اسے پنپنے نہیں دیا گیا، اس حوالہ سے ہمارے یہاں بعض پڑھے لکھے حضرات کی گفتگوئیں اور تحریریں اس قدر سطحی اور بدگمانیوں پر مشتمل ہوتی ہیں کہ ان کو سن اور پڑھ کر واقف احوال انسان حیرت میں رہ جاتا ہے۔

زیر نظر کتابچہ بنیادی طور پر ان ہی غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے، مصنف نے اپنی اس تحریر میں (جس کا ترجمہ اس وقت ایک کتابچہ کی صورت میں آپ کے سامنے ہے) معروف چار ائمہ فقہ کے علاوہ چھ ایسے جلیل القدر فقہا وائمہ کا تذکرہ کیا ہے جن کے فقہی مسالک ایک مدت تک امت میں رائج رہے، ان ائمہ کے علمی مقام، ان کے ممتاز تلامذہ اور ان کے مسالک کی اہم شخصیات پر بھی مختصر روشنی ڈالی ہے، پھر ان اسباب پر بھی کلام کیا ہے جن کی وجہ سے یہ مسالک ایک مدت تک رائج رہنے کے بعد معدوم ہو گئے، ان اسباب پر مصنف کا کلام بعض حضرات کے یہاں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا بخوبی ازالہ کرتا ہے، اور یہی اس مضمون یا کتابچہ کا مقصد تحریر بھی ہے، اس کے علاوہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عام اردو خواں کے لیے متعدد عظیم فقہا، ان کی خدمات اور ان کے طرز فکر کی بابت بھی اس کتابچہ میں نہایت مفید معلومات ہیں۔

یہ کتابچہ جس عربی مضمون کا ترجمہ ہے وہ چند ماہ قبل الجزیرہ کی ویب سائٹ پر شائع ہوا تھا، دہلی سے شائع ہونے والے ماہنامہ زندگی نو کے مدیر محترم ڈاکٹر محی الدین غازی صاحب کی خواہش پر راقم نے اس کا ترجمہ کیا تھا، جو اس ماہنامہ کی جولائی واگست ۲۰۲۱ء کی اشاعتوں میں شائع ہوا، ابھی اس کی ایک ہی قسط منظر عام پر آئی تھی کہ محترم فہد حارث صاحب نے اس ترجمہ کو ایک کتابچہ کی صورت میں اپنے اشاعتی ادارہ حارث پبلیکیشنز کی جانب سے شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی، جس کی میں نے بخوشی اجازت دی، اور اس طرح یہ کتابچہ فہد حارث صاحب کی عنایت سے آپ تک پہنچ سکا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے انھیں بہترین جزا عطا فرمائے، آمین

الیاس نعمانی، لکھنؤ۔ بھارت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معدوم ہو چکے فقہی مسالک

پوری اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کی غالب ترین اکثریت اہل سنت کی رہی ہے، اس مکتب فکر میں آج چار فقہی مسالک ہیں، لیکن ہماری علمی تاریخ میں ان کے علاوہ اور بھی فقہی مسالک پائے گئے ہیں جو آج ناپید یا معدوم ہو چکے ہیں، ان مسالک کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ کتاب وسنت کا فہم اور حالات ومسائلِ زمانہ پر ان کی تطبیق گو کہ بہت سے شرعی قواعد کی پابند ہیں، لیکن اس کے باوجود ہماری تاریخ میں فقہی آرا کا ذخیرہ بہت وسیع اور نہایت گوناگوں ہے، اصول وقواعد شریعت نے کتاب وسنت کے فہم اور فقہی آرا کی تشکیل میں راہنمائی تو کی ہے لیکن ان کو کسی تنگنائے میں محدود نہیں کیا ہے۔

چند مسالک کی بقا اور دیگر مسالک کے معدوم ہوجانے کے اسباب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعدد علمی وحقیقی اسباب ہیں، جن کی دریافت، تحلیل وتجزیہ ممکن ہیں، صرف حکومتوں کی منشا ہی کو اس کا سبب بتانا نہایت غلط ہے، گو کہ حکومتوں کے عروج وزوال کے نتیجہ میں کسی علمی مکتب فکر وگروہ کو مواقع میسر آنا اور دوسرے کے لیے مواقع فراہم نہ ہونا بھی ایک حقیقت ہے، لیکن یہی ایک تنہا سبب نہیں ہے۔

اسلامی تاریخ کی ابتدائی دو صدیوں میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا، متعدد ممالک فتح ہوئے، اور صحابہ وتابعین نے وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علوم اسلامی کو نہایت فروغ دیا، حجاز، کوفہ، بصرہ، خراسان، شام، مصر و مغرب میں بہت سے علمی مراکز کی داغ بیل پڑی، متعدد علمی و فقہی مکاتب فکر کا آغاز ہوا، اور پورے عالم اسلام کے ہر حصہ میں اسلامی علوم بالخصوص فقہ کا دور دورہ ہوا۔

اس تحریر میں ہم جس 'معدوم ہونے' کی بات کر رہے ہیں اس سے مراد بس بطور مسلک ختم ہونا ہے، ورنہ ان مسالک، ان کے عالی مقام ائمہ وعلما کی آرا آج بھی محفوظ و محترم ہیں، عصر حاضر میں ان سے استفادہ بھی کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ متعدد مسائل میں ان کی آرا کو رائج مسالک کی آرا پر ترجیح بھی دی گئی ہے۔

اہل سنت کے ان معدوم ہو چکے مسالک کی خاصی تعداد ہے، لیکن ہم یہاں صرف ان مسالک کا ہی تذکرہ کریں گے جن کا ذکر امام سیوطی نے اپنی کتاب 'الحاوی للفتاوی' میں کیا ہے، انھوں نے تحریر فرمایا ہے:

''اس ملت شریفہ میں مسالک کل چار ہی نہیں رہے ہیں، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے طبقات میں مجتہدین بے شمار ہوئے ہیں، جن کے اپنے مسالک تھے، ماضی میں کم از کم دس تو ایسے مسالک تھے جن کے ائمہ کی باقاعدہ تقلید ہوتی تھی اور جن کے مسالک مستقل فقہی کتابوں میں مدون تھے، ان دس میں چار تو مشہور و رائج فقہی مسالک ہیں۔ ان کے علاوہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی: ۱۶۱ھ/ ۷۷۸ء)، امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی: ۱۵۷ھ/ ۷۷۴ء)، امام لیث بن سعد رحمہ اللہ (متوفی: ۱۷۵ھ/ ۷۹۲ء)، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۳۸ھ/ ۸۵۲ء)، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی: ۳۱۰ھ/ ۹۲۳ء) اور امام داود اصفہانی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۷۲ھ/ ۸۸۶ء) کے بھی مستقل فقہی مسالک تھے، جن کے مطابق فتاوی دیے جاتے اور عدالتوں میں فیصلے ہوتے، پھر پانچویں صدی ہجری کے بعد رفتہ رفتہ یہ مسالک ختم ہو گئے، اس لیے کہ ان کے عالی مقام اصحابِ افتا وفقہا رخصت ہوتے گئے، اور ان کے شایان شان جانشین نہیں پائے گئے"۔

زیر نظر تحریر میں ہم سیوطی رحمہ اللہ کے ذکر کردہ ان چھ مسالک پر ہی گفتگو کریں گے، بس امام اسحاق ابن راہویہ کی جگہ ہم ان کے ہم عصر ایک دوسرے امام، امام ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۴۰ھ/ ۸۵۵ء) کے مسلک کا تذکرہ کریں گے اس لیے کہ ان کا مسلک امام ابن راہویہ رحمہ اللہ کے مسلک سے کہیں زیادہ رائج اور مشہور تھا، اس موقع پر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ان مسالک میں متبعین کی تعداد اور اپنی عمروں کے اعتبار سے باہم خاصا فرق ہے۔

ان مسالک پر ہماری گفتگو کے دو حصے ہوں گے، پہلے حصہ میں ہم ان مسالک کا تذکرہ کریں گے، اِن کے ائمہ، اُن کی جلالتِ شان اور ان کے مشہور تلامذہ پر کلام کریں گے، نیز یہ واضح کریں گے کہ ان کی تقلید کس علاقہ اور زمانہ میں ہوتی تھی، پھر دوسرے حصہ میں ہم ان داخلی وخارجی اسباب پر گفتگو کریں گے جن کی وجہ سے یہ مسالک ناپید ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا مسلک:

امام عبدالرحمان بن عمرو اوزاعی رحمہ اللہ عظیم امامِ فقہ تھے، دمشق میں پیدا ہوئے اور زندگی کا بڑا حصہ وہیں گزارا، وفات بیروت میں پائی، ان کے علمی مقام کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی: ۱۷۹ھ/ ۷۹۶ء) نے ایک موقع پر اپنے فتوے کے مقابلے میں ان کے فتوے کو ترجیح دی، اور ارشاد فرمایا:

''اوزاعی کی رائے صحیح ہے''۔

بلکہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تو ان کا مقام امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی بلند تھا، ایک موقع پر امام مالک سے ان تینوں حضرات کی بابت سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ

''ان میں سب سے بلند مقام اوزاعی کا ہے''۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی: ۳۲۷ھ/ ۹۳۹ء) نے اپنی کتاب 'الجرح والتعدیل' میں خلفا کے نام امام اوزاعی رحمہ اللہ کے متعدد خطوط نقل کیے ہیں، جن میں ان کو مسلمانوں کے مصالح کی جانب متوجہ کیا گیا ہے، وہ حکمرانوں کے سامنے بلا خوف و تردد حق کہتے، ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ہی لکھا ہے کہ

''عباسی عہد کے امیر شام عبداللہ بن علی عباسی (متوفی: ۱۴۷ھ/ ۷۶۴ء) نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے بنو امیہ کو قتل کرنے کا حکم دریافت کیا، آپ نے فرمایا: ''ناجائز ہے''۔ اسی امیرِ شام نے دعوی کیا کہ خلافت بنو ہاشم کا ہی حق ہے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر خلافت رسول اکرم ﷺ کی اولاد کے لیے خاص ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تحکیم پر راضی نہ ہوتے''۔ (یعنی وہ اپنے اور حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلافات میں دو لوگوں کو حکم نہ بناتے کہ وہ جو فیصلہ کر دیں وہ انھیں منظور ہوگا)۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ان کی زندگی کے ایک خاص گوشے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ

''انھوں نے متعدد مواقع پر لبنان کے اہلِ ذمہ (غیر مسلم آبادی) کو حکمرانوں سے انصاف دلانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا، اسی لیے ان کی وفات پر جب اپنے اس امامِ عالی مقام کا جنازہ لے کر مسلمان نکلے تو ایک جانب عیسائیوں کی بڑی تعداد تھی، دوسری طرف یہودی تھے اور تیسری طرف قبطیوں کی ایک جماعت بھی اس جنازہ کے ہم رکاب تھی۔''

ابنِ عساکر رحمہ اللہ (متوفی: ۵۷۱ھ/ ۱۱۷۶ء) نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فتوی دینے کا آغاز ۱۱۳ھ/ ۷۳۲ء میں کیا، آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کیں، افسوس وہ سب ایک زلزلہ میں تباہ ہوگئیں، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی: ۷۴۸ھ/ ۱۳۴۷ء) امام اوزاعی رحمہ اللہ کے فقہی ورثہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب 'سیر أعلام النبلاء' میں لکھتے ہیں:

''ان کے یہاں بہت سی ایسی بیش بہا فقہی آرا پائی جاتی ہیں جو کسی اور کے یہاں نہیں ملتیں، فقہ اسلامی کی عظیم کتابوں میں ان کی یہ آرا موجود ہیں، ان کا ایک مستقل فقہی مسلک تھا، جس پر فقہائے شام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واندلس ایک طویل عرصہ تک کاربند رہے، پھر یہ مسلک ختم ہو گیا''۔

امام موصوف کے شاگرد ہقل بن زیاد دمشقی (متوفی: ۱۷۹ھ/ ۷۹۶ء) کا یہ قول ابوزرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں بسند نقل کیا ہے کہ:

''اوزاعی رحمہ اللہ نے ستر ہزار سے زائد فتاوی دیے''۔

ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۶۴ھ/ ۸۷۸ء) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ساٹھ ہزار فتاوی مدون کیے گئے تھے'' (یعنی تحریری طور پر محفوظ کیے گئے تھے)، جب کہ ولید کی تصنیفات میں ان کے صرف چار ہزار فتاوی ہی محفوظ ہیں''۔

یہ ولید بن مزید بیروتی رحمہ اللہ کا تذکرہ ہے، جن کو ابن عساکر رحمہ اللہ نے 'امام اوزاعی، ان کی مجالس، ان کی روایات اور ان کے فتاوی سے سب سے زیادہ واقف دس لوگوں میں سے ایک' بتایا ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا مسلک پہلے شام میں رواج پایا، پھر دوسری صدی ہجری کے نصف آخر سے پہلے اندلس پہنچا، امام ذہبی 'تاریخ الاسلام' میں لکھتے ہیں:

''تقریباً ۲۲۰ھ تک اندلس میں اوزاعی مسلک رائج وغالب رہا، پھر یہ کمزور پڑتا گیا اور اس کی جگہ مالکی مسلک نے لے لی، دمشق میں بھی یہ مسلک ۳۴۰ھ کے آس پاس تک رائج رہا''۔

اس مدت میں شام و بیروت میں آپ کا مسلک ہی سکہ رائج الوقت تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر رفتہ رفتہ یہ وہاں ناپید ہوتا گیا، اور وہاں صرف ان کے جنازے اور بین مذاہب انصاف وتعلقات کے سلسلے میں ان کی خدمات ہی یادگار رہیں۔

اندلس میں یہ مسلک بنی امیہ کے اقتدار (آغاز: ۱۳۸ھ/ ۷۹۷ء) سے پہلے ہی رائج ہو گیا تھا، اور پھر ہشام رضا کے عہد تک وہاں اسی کا دور دورہ رہا، ہشام رضا ۱۷۲ھ/ ۷۸۸ء میں حکمراں ہوا، اور اپنی وفات (۱۸۰ھ/ ۷۹۶ء) تک حکمراں رہا، قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے 'ترتیب المدارک' میں تحریر کیا ہے:

''امیر اندلس ہشام بن عبدالرحمان الداخل بن معاویہ نے تمام لوگوں کو مالکی مذہب کی تقلید کا پابند کیا، قضا اور فتوے کے لیے بھی اس مسلک کی پابندی لازمی قرار دی''۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے شاگرد صعصعۃ بن سلام (متوفی: ۱۹۲ھ/ ۸۰۸ء) اس مسلک کو لے کر اندلس پہنچے تھے۔

جب کہ شام میں اوزاعی مسلک نسبتاً طویل مدت تک یعنی چوتھی صدی ہجری کے نصف آخر تک رہا، امام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ:

''امام اوزاعی رحمہ اللہ امامِ اہلِ شام تھے، چوتھی صدی ہجری تک اہلِ شام ان کے ہی مسلک پر رہے''۔

وہاں اس مسلک کے آخری فقیہ قاضی احمد بن سلیمان بن حذلم رحمہ اللہ (متوفی: ۳۴۷ھ/ ۹۵۹ء) تھے، ابن عساکر رحمہ اللہ نے ان کے سلسلے میں لکھا ہے:

''وہ آخری ایسے فقیہ تھے جو جامع دمشق میں اپنے حلقہ میں اوزاعی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلک پڑھایا کرتے تھے''۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مسلک:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ جلیل القدر محدث اور عظیم کوفی فقیہ تھے، امام سفیان بن عیینہ (متوفی: ۱۹۸ھ/ ۸۱۴ء) نے ان کے بارے میں کہا تھا:

''میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے زیادہ وسیع العلم فقیہ نہیں دیکھا''۔

عجلی (متوفی: ۲۶۱ھ/ ۸۷۵ء) نے اپنی کتاب 'الثقات' میں لکھا ہے:

''وہ عظیم محدث اور متبع سنت فقیہ تھے، حکمران وقت کے سامنے حق گوئی میں امتیازی شان رکھتے تھے''۔

عباسی خلیفہ منصور (متوفی: ۱۵۸ھ/ ۷۷۵ء) نے امام ثوری کو قاضی بنانا چاہا، لیکن آپ نے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا، اس منصب سے بچنے کے لیے ۱۵۵ھ/ ۷۷۲ء کے اواخر میں آپ نے کوفہ کو خیر باد کہا، اور حکومت کی نظروں سے اوجھل رہتے ہوئے بقیہ عمر عراق وحجاز کے مختلف شہروں میں گزار دی، اسی حال میں ۱۶۱ھ/ ۷۷۸ء میں بصرہ میں وفات پائی، ندیم (۳۸۴ھ/ ۹۹۴ء) نے اپنی کتاب 'الفہرست' میں امام ثوری کی مختلف کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، امام ذہبی نے 'سیر أعلام النبلاء' میں لکھا ہے کہ

''انھوں نے اپنی موت کے بعد اپنی کتابیں نذرِ آتش کیے جانے کی وصیت کی تھی۔''

امام ثوری کے مسلک کا آغاز کوفہ سے ہوا تھا، پھر یہ مسلک وہاں سے دارالسلطنت بغداد پہنچ گیا، جہاں ان کے شاگرد عبید اللہ بن عبد الرحمان اشجعی (متوفی: ۱۸۲ھ/ ۷۹۹ء) قیام پذیر تھے، خطیب بغدادی (متوفی: ۴۶۳ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

/ ۱۰۷۲ء) نے 'تاریخ بغداد' میں ذکر کیا ہے کہ:

''امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے ان کے حلقۂ درس کی ذمہ داری عبید اللہ اشجعی رحمہ اللہ کو دینی چاہی، لیکن انھوں نے معذرت کر دی''۔

اپنی کتاب 'الباعث الحثیث' میں ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی: ۷۷۴ھ/ ۱۳۷۲ء) نے لکھا ہے کہ:

''امام سفیان ثوری کئی صدیوں تک پانچ متبوعہ مسالک میں سے ایک کے امام کے طور پر جانے جاتے رہے''۔

لیکن پانچویں صدی ہجری کے آغاز میں ان کا مسلک بغداد میں باقی نہیں بچا، ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'المنتظم' میں لکھا ہے کہ:

''عبد الغفار بن عبد الرحمان دینوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ / ۱۰۱۵ء) بغداد میں امام ثوری کے مسلک پر فتوی دینے والے آخری فرد تھے''۔

امام ثوری رحمہ اللہ کے شاگرد رشید نعمان بن عبد السلام بکری (متوفی: ۱۸۳ھ/ ۸۰۰ء) نہایت ممتاز عابد و زاہد اور عظیم الشان محدث و فقیہ تھے، ان کے ذریعہ یہ مسلک اصفہان پہنچا، شیراز و جرجان (یہ دونوں خطے آج ایران میں واقع ہیں) میں بھی یہ مسلک رائج رہا۔ خراسان، بالخصوص اس کے صدر مقام نیسا پور اور دینور (جو آج شمال مغربی ایران میں واقع ہے) میں بھی اس مسلک کے متبعین تھے۔

امام اوزاعی کی طرح ان کا مسلک بھی شام میں فروغ پایا، اس لیے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہاں بھی امام ثوری رحمہ اللہ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد تھی، جو اپنے وقت کے ائمہ بنی، ان میں عظیم ترین صوفی بشر الحافی (متوفی: ۲۲۷ھ/ ۸۴۲ء) اور معافی بن عمران الازدی (متوفی: ۱۸۴ھ/ ۸۰۱ء) نہایت جلیل القدر تھے، ابن حبان (۳۵۴ھ/ ۹۶۵ء) نے 'الثقات' میں بتایا ہے کہ

مؤخر الذکر کو 'امام ثوری رحمہ اللہ 'یاقوتہ' (گوہرِ نایاب) کہتے تھے''۔

ابن عساکر کے بقول شام میں اس مسلک کے ممتاز فقہا میں ایک نام قاضی حافظ مکی بن جابار دینوری (متوفی: ۴۶۸ھ/ ۱۰۷۶ء) کا بھی تھا۔

اس مسلک کے متبعین کئی صدیوں تک پائے جاتے رہے، شمس الدین غزی رحمہ اللہ (متوفی: ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۴ء) نے اپنی کتاب 'دیوان الاسلام' میں لکھا ہے کہ

''اس مسلک کے مقلدین تقریباً ۵۰۰ھ تک پائے گئے''۔

لیکن غالباً یہ مسلک اس کے بعد بھی خاصے زمانے تک پایا جاتا رہا، اس لیے کہ محدث عبدالرحمان بن حمد صوفی دونی عراقی رحمہ اللہ (متوفی: ۵۰۱ھ/ ۱۱۰۶ء) کو ابو طاہر سلفی نے اپنی کتاب 'معجم السفر' میں اس مسلک کا پیرو بتایا ہے، بلکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ میں بھی خراسان میں اس مسلک کے مقلدین پائے جانے کی بات لکھی ہے۔

اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسلک کے خاتمہ میں اس کے حاملین کے زاہدانہ رجحانات کا بڑا کردار ہے، گو کہ اس کا ایک اور سبب حکومتِ وقت کا دارو گیر کا رویہ بھی ہے، جس کے نتیجہ میں اس مسلک کے طلبہ کی تعداد کم ہوتی گئی، اس کا فقہی ذخیرہ محفوظ و مدون نہیں ہو سکا، اور اس کی فقہی سرگرمیاں ماند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑ گئیں۔

امام لیث بن سعد رحمہ اللہ کا مسلک:

امام لیث بن سعد رحمہ اللہ (متوفی: ۱۷۵ھ / ۷۹۲ء) معروف امام، احادیث وآثار کے بڑے حافظ اور نہایت بلند علمی مقام کے حامل تھے، ان کے مقامِ بلند کا اندازہ امامِ مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عبد اللہ بن وہب رحمہ اللہ (متوفی: ۱۹۷ھ / ۸۱۳ء) کے اس جملہ سے ہوتا ہے:

''امام مالکؒ اپنی کتابوں میں جہاں بھی یہ جملہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مجھے میرے پسندیدہ عالم نے بتایا، تو اس سے ان کی مراد لیث بن سعد رحمہ اللہ ہی ہوتے ہیں''۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۰۴ھ / ۸۲۰ء) فرماتے ہیں:

''لیث رحمہ اللہ مالک بن انس سے بڑے فقیہ تھے، لیکن ان کے شاگردوں نے انھیں ضائع کر دیا''۔

امام شافعی کا یہ قول ابو شیخ اصفہانی رحمہ اللہ (متوفی: ۳۶۹ھ / ۹۷۷ء) نے 'طبقات المحدثین بأصفهان' میں نقل کیا ہے۔

امام موصوف کثیر التصانیف تھے، جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے، لیکن یہ تمام تصنیفات معدوم ہو گئیں، صرف ان کا ایک رسالہ ابن مندہ (متوفی: ۴۷۵ھ / ۱۰۸۲ء) کی 'الفوائد' کے ساتھ شائع ہوتا ہے، اسی طرح ان کے امالی کا ایک مختصر مجموعہ 'مجلس من فوائد الليث بن سعد' کے نام سے شائع ہوتا ہے، ان کے شاگردوں میں ان کے صاحبزادے شعیب (متوفی: ۱۹۹ھ / ۸۱۵ء) اور ان کے پوتے محدث وفقیہ عبد الملک بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعیب (متوفی: ۲۴۸ھ/ ۸۶۳ء) تھے، صاحبزادۂ گرامی شعیب رحمہ اللہ کے بارے میں ابن یونس صدفی (متوفی: ۳۴۷ھ/ ۹۵۹ء) نے لکھا ہے کہ وہ محدث، فقیہ و مفتی تھے۔

اسی طرح ان کے ممتاز شاگردوں میں یہ نام بھی شامل تھے: عبداللہ بن صالح الجہنی ۲۲۲ھ/ ۸۳۸ء)، حماد بن صفوان بن عتاب غافقی (جن کے بارے میں سمعانی نے لکھا ہے کہ وہ امام لیث بن سعد رحمہ اللہ کے حاضر باش اور ان کے مسلک کے حافظ تھے)، اسحاق بن بکر بن مضر رحمہ اللہ (متوفی: ۲۲۸ھ/ ۸۴۳ء)، تاریخ ابن یونس میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ

> ''وہ امام لیث رحمہ اللہ کے حلقہ میں فتوے دیا کرتے تھے۔ امام لیث رحمہ اللہ کا مسلک ناپید ہو گیا، گو کہ علمی و فقہی کتابوں میں ان کی علمی و سماجی زندگی کے آثار و نقوش محفوظ رہے۔''

امام ابوثور رحمہ اللہ کا مسلک:

امام ابوثور (متوفی: ۲۴۰ھ/ ۸۵۵ء) کا نام ابراہیم بن خالد کلبی رحمہ اللہ تھا، خطیب بغدادی نے ان کو نہایت ثقہ محدث اور عظیم امام بتایا ہے، احکام سے متعلق آپ کی متعدد تصنیفات ہیں جو حدیث و فقہ کی جامع ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی: ۲۴۱ھ/ ۸۵۶ء) نے ان کی بابت بڑے بلند کلمات ارشاد فرمائے ہیں، ایک موقع پر امام احمد سے کسی نے کوئی فقہی مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا:

> ''اللہ تمھیں اچھا رکھے، کسی اور سے پوچھ لو، فقہا سے پوچھو، ابوثور سے دریافت کرلو''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام موصوف پہلے حنفی مسلک کے متبع تھے، پھر امام شافعی جب عراق تشریف لائے تو ان سے کسبِ فیض کیا، خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''وہ پہلے اہل الرأی کی فقہ پر عمل پیرا تھے، اور اہلِ عراق (احناف) کی آرا پر فتوے دیتے تھے، پھر امام شافعی بغداد تشریف لائے تو وہ اہل الرأی کا حلقہ چھوڑ کر اہل الحدیث کی راہ پر گامزن ہو گئے''۔

لیکن جلد ہی ان کا ایک مستقل مسلک ہو گیا، ندیم نے لکھا ہے:

''انھوں نے ایک نیا مسلک تشکیل دیا، جو امام شافعی کی مختلف آرا سے مستفاد اور ان کے منتخب اقوال پر مشتمل تھا''۔

(امام شافعی رحمہ اللہ اپنی آخر عمر میں مصر میں مقیم رہے، مصر جانے کے بعد ان کی بہت سی آرا تبدیل ہوئیں، مصر سے پہلے کی ان کی آرا کو ان کا 'مسلکِ قدیم' اور مصر کے زمانۂ قیام کی ان کی آرا کو ان کا 'مسلک جدید' کہا جاتا ہے، درج بالا عبارت میں ندیم کی بات کا حاصل یہی ہے کہ امام ابوثور نے اپنے نو تشکیل مسلک میں امام شافعی رحمہ اللہ کی قدیم و جدید آرا سے منتخب آرا جمع کی تھیں)۔

حافظ ابن عبدالبر اندلسی (متوفی: ۴۶۳ھ/۱۰۷۱ء) نے

''الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ''میں لکھا ہے کہ:

''امام ابوثور رحمہ اللہ نے متعدد تصانیف سپردِ قرطاس کیں، جن میں وہ مختلف آرا ذکر کر کے اپنے نزدیک راجح رائے کے دلائل ذکر کرتے ہیں، معروف فقہا میں ان کا شمار ہوتا ہے''۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اپنی تمام تصنیفات میں ان کا رجحان بالعموم امام شافعی رحمہ اللہ کی آرا کی جانب ہوتا ہے''۔

مسلکِ شافعی سے اسی قربت کی وجہ سے امام ابوثور رحمہ اللہ کے مسلک میں کہیں حنفیت، کہیں شافعیت اور کہیں ایک مستقل مسلک کا رنگ نظر آتا ہے، اسی وجہ سے امام نووی رحمہ اللہ (متوفی: ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء) کو ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں اس وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی کہ:

''گو کہ ہم نے امام ابوثور رحمہ اللہ کا شمار امام شافعی کے شاگردوں، آپ سے کسبِ فیض کرنے والوں اور آپ کی کتابوں واقوال وآرا کو نقل کرنے والوں میں کیا ہے لیکن یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ وہ ایک مستقل مسلک کے بانی ہیں، لہٰذا ان کی رائے کو مسلکِ شافعی کا ایک قول نہ سمجھا جائے''۔

امام نووی رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہے کہ

''علما کی مختلف آرا جمع کرنے والے مصنّفین کی یہی رائے ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے بہت سے مسائل میں امام ابوثور رحمہ اللہ کے مسلک کو امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک سے باعتبارِ دلیل زیادہ مضبوط وقوی قرار دیا ہے۔''

آپ کے عظیم تلامذہ میں یہ شخصیات بھی شامل ہیں: عبید اللہ بن محمد بن خلف بزار رحمہ اللہ (متوفی: ۲۹۳ھ/ ۹۰۶ء)، امام جوزی نے ان کو 'المنتظم میں' فقہِ ابوثور کا حامل لکھا ہے، عظیم صوفی حضرت جنید بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۹۸ھ/ ۹۰۶ء) جو فقہ، تصوف اور حدیث کے بیک وقت امام تھے، اور جن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود کا بیان ہے کہ: میں بیس برس کی عمر میں ہی ابوثور رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں فتوی دینے لگا تھا، حسن بن سفیان شیبانی نسائی (متوفی: ۳۰۳ھ/ ۹۱۰ء)، ابن عساکر نے انھیں عظیم ادیب وفقیہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''انھوں نے ادب کی تعلیم نضر بن شمیل (متوفی: ۲۰۴ھ/ ۸۲۰ء) سے حاصل کی، اور فقہ میں براہ راست ابوثور سے کسب فیض کیا''۔

چونکہ امام ابوثور کے یہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کا منتخب مجموعہ ملتا ہے اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا مسلک دو مختلف فقہی مناہج (اہل رأی واہل روایت کے مناہج) کے باہم ملنے کا نتیجہ ہے۔ افسوس کہ ان کا مسلک زیادہ عرصہ رائج نہیں رہ سکا، 'سیر أعلام النبلاء' میں امام ذہبی نے لکھا ہے کہ:

''۳۰۰ھ کے بعد امام ابوثور کے متبعین ناپید ہو گئے، جغرافیائی طور پر دیکھیں تو ان کا مسلک ان کے وطن سے باہر ایک محدود علاقے میں پھیلا، اس لیے کہ ندیم نے ان کے فقہی ورثہ کی تصنیفات کے عناوین درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''آذربائیجان اور ارمینیہ کے اکثر لوگ ان کے مسلک کے مقلد تھے''۔

ظاہری مسلک:

اس مسلک کے بانی امام دواود بن علی اصفہانی رحمہ اللہ (متوفی: ۲۷۰ھ/ ۸۸۴ء) تھے، اس مسلک کے حاملین نصوص کے ظاہر پر تمسک کے قائل ہیں، اور احکام شریعت کے اصولوں میں قیاس کو داخل کرنے کے سخت خلاف ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطیب بغدادی نے امام داود اصفہانی کو اس رجحان کا پہلا داعی کہا ہے، اسی رجحان کی وجہ سے یہ مسلک دیگر مسالک کے مقابلے ایک بالکل مختلف نوعیت رکھتا ہے، اسی سبب نے دیگر مسالک اور عام فقہی رجحان سے اس مسلک کا علمی رابطہ منقطع کر دیا، اور مسلک کی علمی ساخت کو پیچیدہ بنا دیا۔

'سیر أعلام النبلاء' میں ذہبی نے داود اصفہانی کے بارے میں لکھا ہے:

''امام، بحر العلوم، حافظ حدیث، علامۂ زماں،..... پیشوائے اہلِ ظاہر،..... امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اور امام ابوثور کلبی رحمہ اللہ سے تحصیل علم کی،..... کہا جاتا ہے کہ ان کے حلقۂ درس میں چار سو شاگرد شرکت کرتے،..... اپنے وقت میں بغداد کے سب سے بڑے عالم و امام تھے''۔

امام داود نے فقہی ابواب پر منقسم متعدد کتابیں تصنیف کیں، اپنے پیچھے جلیل القدر شاگرد چھوڑے، جن میں سب سے نمایاں نام ان کے صاحبزادے امام ابوبکر محمد بن داود (متوفی: ۲۹۷ھ/ ۹۱۰ء) کا تھا، انھوں نے ایک کتاب 'الانتصار من ابی جعفر' تصنیف کی، ابوجعفر امام داود کی کنیت تھی، اس کتاب میں انھوں نے اپنے والد ماجد کی آرا پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا۔ امام داود کے ایک شاگرد عبد اللہ بن مغلس ظاہری (متوفی: ۳۲۴ھ/ ۹۳۷ء) بھی تھے، خطیب بغدادی کے بقول:

''مختلف علاقوں میں امام داود کا مسلک ان ہی کے ذریعہ پھیلا''۔

عالم اسلام کے مشرقی حصہ میں تو اس مسلک کے متبعین پائے جاتے تھے، لیکن مغرب میں اس کو اس وقت فروغ حاصل ہوا جب اندلس میں اس کو عروج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملا، اس مسلک کو اندلس پہنچانے والی پہلی شخصیت عبد اللہ بن قاسم القیسی (متوفی: ۲۷۲ھ/ ۸۸۶ء) کی تھی، جن کے سلسلے میں ابن حزم (متوفی: ۴۵۶ھ/ ۱۰۶۴ء) نے اپنے رسالہ 'رسالة فی فضل الاندلس' میں لکھا ہے کہ:

''جب ہم عبد اللہ بن قاسم اور منذر بن سعید بلوطی (متوفی: ۳۵۵ھ/ ۹۶۶ء) کا تذکرہ کرتے ہیں تو پھر ان کا ہم سرصرف ابوالحسن بن مغلس [اور ان جیسے معدودے چند علما] کو ہی پاتے ہیں، ان لوگوں کو عبداللہ بن قاسم کی مانند امام داود ظاہری کی صحبت اور ان سے تلمذ کا شرف حاصل تھا۔

اندلس میں اس مسلک کی ممتاز شخصیت قاضی القضاۃ منذر البلوطی تھے، جنھوں نے اپنی بعض دستیاب کتابوں میں اندلس کے مالکی ماحول میں اپنے مسلک کا دفاع کیا، فقہ میں اپنے ظاہری رجحان کے باوجود عقائد میں وہ متکلمین کی آرا کی جانب میلان رکھتے تھے۔ ابوالحسن نباہی (متوفی: ۷۹۲ھ/ ۱۳۹۰) نے 'المرقبة العليا' میں ان کی بابت لکھا ہے:

''وہ مختلف علوم میں درک رکھتے تھے، فقہ میں امام داود ظاہری کے رجحان کے حامل تھے، ان کے مسلک کو ہی بالعموم ترجیح دیتے، ان کی کتابیں جمع کرتے، ان کے اقوال سے استدلال کرتے، اور ان پر عمل کرتے، لیکن جب مجلس قضا میں ہوتے تو اپنے علاقے کے رائج مسلک مالکی مسلک سے عدول نہ کرتے اسی کے مطابق فیصلے کرتے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندلس کے بعض علما مختصر مدت کے لیے ہی ظاہری رجحانات کے حامل اور اس مسلک پر عمل پیرا رہے، مثلاً امام ذہبی رحمہ اللہ نے حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی: ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۲ء) کے بارے میں لکھا ہے:

''وہ آغاز میں ظاہری مسلک کے حامل تھے''۔

حافظ موصوف مالکی مسلک میں اپنے مقامِ بلند کے باوجود بکثرت اپنے مسلک کے خلاف ظاہری یا شافعی آرا کو ترجیح دیتے، ذہبی کہتے ہیں:

''وہ بسا اوقات شافعی مسلک کی آرا کی جانب میلان رکھتے''۔

ابن حزم ابن عبد البر کے دوست اور حدیث میں ان کے استاذ تھے، لیکن پھر بھی انھوں نے ان کے ظاہری ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

اندلس میں ظاہری مسلک کے قدیم ائمہ میں آخری شخصیت امام ابن حزم رحمہ اللہ کی تھی، جن کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے 'علوم اسلامیہ کا سرتاج' قرار دیا ہے، فقہ، اصول فقہ اور فِرق کے موضوع پر انھوں نے چند نہایت مفید اور مؤثر کتابیں تصنیف کیں، جیسے 'المحلی بالآثار'، 'الاحکام لأصول الاحکام' اور 'الفصل فی الملل والنحل'۔

اندلس کے ظاہری ائمہ میں ابن حزم رحمہ اللہ کے یہ دو شاگرد بطور خاص شامل ہیں: قاضی صاعد بن احمد طلیطلی (متوفی: ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء) اور حافظ حمیدی ازدی (متوفی: ۴۸۸ھ/ ۱۰۹۶ء)، ان کے علاوہ مشہور صوفی ابن عربی ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء) جن کے سلسلے میں صفدی (متوفی: ۷۶۴ھ/ ۱۳۶۳ء) نے 'الوافی بالوفیات' میں لکھا ہے:

''عبادات میں ظاہری مسلک کے حامل تھے، جب کے عقائد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باطنی رجحان رکھتے تھے''۔

معروف نحوی امام ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ (متوفی: ۷۴۵ھ/ ۱۳۴۵ء)، جن کے سلسلہ میں ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی: ۸۵۲ھ/ ۱۴۴۸ء) نے 'الدرر الکامنۃ' میں لکھا ہے:

''وہ ظاہری تھے، بعد میں شافعی ہو گئے تھے، لیکن (ابو حیان کے شاگرد قاضی) ابو البقاء (حنفی) نے لکھا ہے کہ وہ آخر تک ظاہری رہے''۔

مغرب و اندلس میں موحدین کے عہد حکومت کے کچھ عرصہ میں ظاہری مسلک کا عروج رہا، بالخصوص منصور یعقوب موحدی (متوفی: ۵۹۵ھ/ ۱۱۹۹ء) کے زمانے میں، جس کے سلسلے میں مقری نے 'نفح الطیب' میں لکھا ہے کہ وہ ابن حزم رحمہ اللہ کا بہت قائل تھا، (ابن حزم سے اس کی عقیدت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ) ایک دن وہ ان کی قبر پر کھڑا ہوا تھا، تھوڑی دیر کے بعد بولا:

''تمام علما ابن حزم کے محتاج ہیں''۔

غالباً اسی فرطِ عقیدت کا نتیجہ تھا کہ جب مملکت میں نفوذ رکھنے والے بعض مالکی فقہا نے اندلس کے حکمرانوں سے ظاہری مسلک کے خلاف اقدامات اور ابن حزم کی کتابوں کو نذر آتش کرنے کی خواہش کی، تو اس نے ۵۹۱ھ/ ۱۱۹۵ء میں فقہ مالکی کی کتابوں کو اندلس اور مغرب میں نذر آتش کرنے کا حکم دیا، مؤرخ عبد الواحد مراکشی (متوفی: ۶۴۷ھ/ ۱۲۵۰ء) نے اپنی کتاب 'المعجب' میں اس سلسلے کے واقعات درج کیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہریہ کا یہ مسلک اگرچہ زیادہ عام ورائج نہ ہو سکا لیکن پھر بھی ایک طویل زمانہ تک رہا، یہاں تک کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آٹھویں صدی ہجری کے نصف میں لکھا کہ:

''ان کا مسلک ابھی بھی باقی ہے''۔

پھر ذہبی نے بھی 'سیر اعلام النبلاء' میں اس مسلک کے اپنے زمانے میں وجود کی خبر دی:

''آج دنیا میں پانچ مسالک ہیں، جن میں سے پانچواں داودیوں کا (امام داود کے متبعین کا ظاہری مسلک) ہے، لیکن وہ ساتھ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کی تعداد اب بہت کم ہے۔''

ابن خلدون (متوفی: ۸۰۸ھ/ ۱۴۰۶ء) نے اس صدی کے آخر میں ظاہریہ کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''پھر اہل ظاہر کا مسلک اپنے ائمہ کے رخصت ہو جانے سے ختم ہو گیا''۔

امام طبری رحمہ اللہ کا مسلک:

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ زمانی اعتبار سے وہ آخری امام تھے جنھوں نے ایک مستقل مسلک کی داغ بیل ڈالی، اپنے فقہی ورثہ کو انھوں نے اپنی غیر مکمل کتاب 'تہذیب الآثار' میں درج کیا تھا، جس کو خطیب بغدادی نے اپنے نہج کی بے نظیر کتاب قرار دیا ہے۔

فتنۂ خلق قرآن (۲۱۸-۲۳۲ھ/ ۸۳۳-۸۴۷ء) نے بغداد کی صورت حال تبدیل کر کے رکھ دی تھی، اب بغداد بدل چکا تھا، امام طبری رحمہ اللہ اور ظاہریہ کے درمیان پائے جانے والے اختلافات نے انھیں ایک اور طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی آزمائش میں مبتلا کر دیا تھا، امام داود ظاہری کے صاحبزادے ابوبکر محمد بن داود ظاہری رحمہ اللہ نے ان پر بعض صفات الٰہیہ کی تاویل کی تہمت لگائی، عوام کے درمیان یہ افواہ بھی پھیل گئی کہ طبری پاؤں پر مسح کو جائز قرار دیتے ہیں، جس کی وجہ سے عوام ان پر شیعیت کی تہمت لگانے لگے۔

امام طبری رحمہ اللہ کی کتابوں میں کہیں بھی صفات میں تاویل نہیں پائی جاتی، بلکہ اس کے برعکس امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''امام موصوف کی تفسیر صفات کی آیات میں سلف کے ایسے اقوال سے بھری ہوئی ہے جن میں صفات کی نفی یا تاویل نہیں ان کا اثبات کیا گیا ہے، اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ صفات مخلوق کی صفات جیسی نہیں ہیں''۔

امام ذہبی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''ان پر قدرے تشیع کا الزام لگایا گیا، لیکن ہمیں تو ان کے یہاں صرف خیر ہی ملتا ہے، بعض حضرات ان کی جانب پیر پر مسح کیے جانے کا قول منسوب کرتے ہیں، لیکن ان کی کتابوں میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے''۔

افواہوں اور بدگمانیوں کی اسی فضا میں حنابلہ نے لوگوں کو طبری کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان سے احادیث سننے سے روکا، جس پر بقول خطیب بغدادی رحمہ اللہ عظیم محدث ابن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی: ۳۱۱ھ/ ۹۲۴ء) نے ان پر تنقید کی اور کہا:

''اس روئے زمین پر میں نے محمد بن جریر (طبری) سے بڑا عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھا، لیکن حنابلہ نے ان پر ظلم کیا''۔

امام طبری رحمہ اللہ کے بہت سے شاگردوں کا تذکرہ ندیم نے کیا ہے، مثلاً: 'المدخل الی مذهب الطبری' اور 'الاجماع فی الفقه علی مذهب ابی جعفر' کے مصنف احمد بن یحییٰ متکلم (متوفی: ۳۲۷ھ/ ۹۳۹ء)، اس مسلک کے عظیم نمائندے، معروف قاضی، صوفی وادیب معافیٰ بن زکریا نہروانی جریری (متوفی: ۳۹۰ھ/ ۱۰۰۰ء) جو علم کلام سے لے کر علم نحو تک متعدد علوم کے ماہر تھے، اور ندیم کے بقول ان کی تصنیفات کی تعداد پچاس سے متجاوز ہے، جن میں 'شرح کتاب الخفیف للطبری' اور 'الجلیس الصالح' شامل ہیں، مؤخر الذکر ان کی مشہور ترین کتاب ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ کا مسلک کن کن خطوں وعلاقوں میں رواج پایا یہ تو ہم حتمی طور پر نہیں بتا سکتے، لیکن مؤرخ تاج الدین بن سباعی (متوفی: ۶۷۴ھ/ ۱۲۷۳ء) نے اس مسلک کے قابل لحاظ حد تک پھیلنے کی بات کہی ہے، سباعی 'الدر الثمین فی اسماء المصنفین' میں لکھتے ہیں:

''طبری رحمہ اللہ کا فقہ میں ایک مستقل مسلک تھا، ان کا شمار ممتاز ترین ائمہ میں ہوتا ہے، ان کے علم کو بہت فروغ ملا''۔

امام طبری رحمہ اللہ کا مسلک ان کی وفات کے بعد زیادہ عرصہ نہیں چلا، ذہبی رحمہ اللہ نے 'سیر اعلام النبلاء' میں لکھا ہے کہ

''ان کا مسلک چوتھی صدی ہجری کے بعد تک رہا۔ اس طرح مسلکی تعصب نے مسالک اربعہ کے علاوہ پائے جانے والے آخری مسلک کو فروغ نہ پانے دیا، اسے معدوم کر دیا اور امت ایک ممتاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصولی و فقہی مکتب فکر سے محروم ہو گئی۔''

فقہی مسلک کے لازمی عناصر:

کسی بھی فقہ کے مسلک بننے کے لیے کچھ لازمی عناصر درکار ہوتے ہیں، مثلاً ساخت کے اعتبار سے ایک امام اور ان کے تلامذہ، علمی طور پر مسلک کے ایسے مبادی اور منہج کا وجود جن پر مسلک کی بنیاد ہو: امام کی جانب منسوب روایات اور اصولوں کی ان کی جانب نسبت کا مستند و قابل اطمینان ہونا، امام کے فقہی قواعد کا استخراج اور ان کی ترتیب، ایسی کتابیں جن میں ان قواعد کو جمع کر کے ان پر فروع کی بنیاد رکھی جائے، تخریجِ مسائل اور تدریس کے لیے مناسب طریقہ ہائے کار کی تشکیل، ترجیح کے اصولوں اور مسلک کے مطابق فتاوی دینے کے طریقوں کی تعیین، ان سب امور سے ایک مسلک کی اپنی مستقل ساخت اور اس کی وہ اصولی صورت تشکیل پاتی ہے جس کی روشنی میں مختلف علاقوں میں اس کے مختلف مکاتب وجود میں آتے ہیں۔

امام زرکشی (۷۹۴ھ/ ۱۳۹۲ء) نے ان مسالک کے جن کی منہجی خدمت نہیں ہو سکی ہے مقبول نہ ہونے پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ان ائمہ کی ہی تقلید ممکن ہوتی ہے جن کے مسالک مدون اور اس قدر عام ہوتے ہیں کہ ان کے مطلق کی قید اور عام کی تخصیص معروف ہو، اس کے برخلاف جن ائمہ کے فتاوی مدون نہیں ہوتے، بلکہ یوں ہی منقول ہوتے ہیں تو ان کی تقلید ممکن نہیں ہوتی، اس لیے کہ ان فتاوی کی بابت یہ شک رہتا ہے کہ کہیں کوئی دوسرا فتوی ایسا نہ ہو جو اس فتوے کے لیے تکملہ، قید یا تخصیص کی حیثیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہو.....، یعنی ایسے حضرات کی تقلید سے اصل مانع یہ ہے کہ ان کے مسلک کی حقیقت کا علم ناممکن ہو جاتا ہے''۔

'المستدرک علی مجموع فتاوی ابن تیمیة' میں امام ابوعمرو ابن صلاح شافعی (متوفی: ۶۴۳ھ/۱۲۴۶ء) کی یہ رائے درج کی گئی ہے کہ:

''صحابہ اگرچہ دوسروں سے زیادہ علم رکھتے تھے لیکن مقلد کے لیے کسی صحابی کے مسلک کی تقلید جائز نہیں ہے، اس لیے کہ انھوں نے اپنا علم مدون اور اصول وفروع مرتب ومنضبط نہیں کیے ہیں، اس لیے ان میں سے کسی کا مسلک وجود میں نہیں آسکا، یہ کام بعد کے علما نے کیا ہے''۔

ان لازمی عناصر میں سے کسی عنصر کے نہ پائے جانے کی وجہ سے بعض فقہی مسالک ترقی نہیں کر سکے اور جاری نہیں رہ سکے، مثلاً کبھی مسلک کی علمی بنیاد مضبوط نہیں ہوتی، یا کوئی مسلک کوئی ایسی شاذ راہ اختیار کر لیتا ہے جو دیگر تمام مسالک کے خلاف ہوتی ہے، اس کی مثال قیاس فقہی کی بابت ظاہریہ کا رویہ ہے، انھوں نے قیاس کی نفی کی، حالانکہ قیاس فقہ کے لیے ایک لازمی اصول ہے، اس موقف کی وجہ سے ظاہریہ پر ہر چہار جانب سے شدید تنقید ہوئی، فقہ میں قیاس ایسی لازمی ضرورت ہے کہ خود داود ظاہری کو اسے اختیار کرنا پڑا گو کہ انھوں نے اسے استدلال کا ایک طریقہ مانا تشریعی مصدر نہیں، خطیب بغدادی کے الفاظ میں:

''انھوں نے احکام شریعت میں قیاس کے دخل کی قولاً نفی کی لیکن عملی طور پر وہ اسے اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور اسے ایک دلیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا''۔

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (متوفی: ۵۴۳ھ/۱۱۴۹ء) نے اپنی کتاب 'العواصم من القواصم' میں ظاہریہ کی اس بات پر سخت تنقید کی ہے کہ وہ نص کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے حکم کی حقیقت کے مطابق تنفیذ کا مطالبہ کرتے ہیں، اس بنا پر ابن العربی رحمہ اللہ نے انھیں خوارج کے مثل بتایا ہے، لکھتے ہیں:

''ظاہریہ نے اس سلسلے میں وہ بات کہی جس کو وہ سمجھ نہیں سکے، یہ انھوں نے خوارج سے سیکھی تھی، خوارج نے بھی حضرت علی کے ذریعہ تحکیم پر آمادہ ہونے پر کہا تھا کہ ''حکم (فیصلہ) کا اختیار تو صرف اللہ کو ہے''، میں نے اندلس سے مشرق کا سفر کیا تو وہاں پہلی بدعت باطنیت پائی تھی، واپس آیا تو ظاہر پر عمل کی دعوت پورے مغرب پر چھائی ہوئی تھی''۔

قیاس کی بابت ظاہریہ کے اس موقف سے ایک اہم سوال یہ درپیش آ گیا کہ اگر ظاہریہ کسی مسئلہ میں دیگر تمام فقہا سے اختلاف کریں تو کیا ان کے اس اختلاف کے باوجود اجماع منعقد ہو جائے گا یا نہیں ہوگا؟ اس لیے کہ وہ قیاس کو معتبر نہیں مانتے، اور اس موقف کے ساتھ ان کا شمار فقہا میں ہو یا نہ ہو؟، اگر نہ ہو تو تنہا ان کے اختلاف سے اجماع کے انعقاد پر کچھ فرق نہ پڑے گا۔

اس اصولی مسئلہ کی بابت 'البحر المحیط' میں زرکشی نے فقہا کا اختلاف نقل کیا ہے، انھوں نے لکھا ہے کہ:

''جمہور محققین ظاہریہ کے فقہی اختلاف کو کوئی حیثیت نہیں دیتے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی ہے کہ: ''ظاہریہ نے سلف کے قواعد سے متضاد قواعد تشکیل دے کر 'مجلسِ شریعت' کی مخالفت کی ہے، انھوں نے صرف اپنے آپ کو حق پر کاربند اور بقیہ تمام کو باطل کا حامل بتا کر ایسی غلط بات کہنے کی جرأت کی ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اہل حل وعقد سے باہر ہو گئے''، زرکشی نے اعتدال کی روش اختیار کرتے ہوئے ظاہریہ کے ایسے اختلافات کو معتبر مانا ہے جو ان کے ان اصولوں پر مبنی نہ ہوں ''جن کا باطل ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہے''۔

زہد اور عزلت پسندی:

اس موقع پر ہم نفسیاتی کیفیات اور مسلک کی تدوین نیز اگلی نسلوں تک مسلک کے پہنچنے پر ان کے اثر انداز ہونے سے صرفِ نظر نہیں کر سکتے ہیں، بعض ائمہ نے اپنی تصنیفات اور اپنے علم کو وہ حیثیت نہ دی جس کے وہ مستحق تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا ورثہ ضائع ہو گیا، مثلاً امام اوزاعی رحمہ اللہ کی تصنیفات نذر آتش ہو گئیں تو انھوں نے اس کے بعد اپنی تصنیفات پر توجہ ہی نہیں دی، ابن عساکر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ:

''زلزلہ میں امام اوزاعی رحمہ اللہ کی کتابیں جل کر راکھ ہو گئیں، یہ تیرہ بڑے رجسٹروں میں تحریر تھیں، ایک شخص ان کی تصنیفات کے نسخے لے کر حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ یہ آپ کی تصنیفات کی نقل ہے، ان کی اصلاح اپنے ہاتھ سے فرما دیجیے، لیکن امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات کے ان نسخوں پر توجہ ہی نہیں دی''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس زلزلہ کا یہاں پر ذکر ہے وہ ۱۳۰ھ/ ۷۴۸ء میں شام کے ساحلی علاقوں میں آیا تھا۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام اوزاعی پر زندگی کے ایک مرحلہ میں زہد کا غلبہ ہو گیا تھا، اس وقت وہ شام کے ایک سرحدی علاقہ میں بطور مرابط (سرحدی محافظ) تعینات رہے، ابن عساکر نے ان کے شاگرد ولید بن مزید بیروتی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں سرحد کی پہرہ داری (رباط) کے لیے بیروت آیا''۔

پھر جب زہد کی یہ کیفیت جاتی رہی تو انھوں نے اپنی کتابوں کی روایت کی اجازت دے دی، ابن عساکر نے ہی ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''ولید بن مزید کے پاس میری کتابوں کے جو نسخے ہیں وہ صحیح ہیں، ان سے استفادہ کرو''۔

ابن مزید کی ولادت ۱۲۶ھ/ ۷۴۴ء کی ہے اس لیے ان کو امام اوزاعی سے تلمذ کا شرف زلزلہ کے بعد ہی ملا ہوگا۔ اس لیے یہ بات کہنی صحیح ہے کہ زہد کی مذکورہ بالا کیفیت رخصت ہونے کے بعد امام موصوف پھر تعلیم وتدریس کی جانب متوجہ ہوئے ہوں گے۔

جب ائمہ پر ایسی کیفیات کا غلبہ ہو تو ان کے تلامذہ بدرجۂ اولیٰ اس سے دوچار ہوں گے، اور ان کی ایک تعداد بھی عزلت پسندی اور اپنی ذات تک محدود رہنے کا رویہ اختیار کرے گی، امام ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ (متوفی: ۵۱۳ھ/ ۱۱۱۹ء) نے حنابلہ کے معدوم ہونے کی یہی وجہ بتائی ہے، 'مناقب احمد بن حنبل'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

''اس مسلک پر ظلم اس کے حاملین نے کیا ہے، یہ نیک لوگ تھے، ان میں سے جس کو بھی کچھ علم حاصل ہوتا وہ عزلت پسندی اور عبادات کی جانب مائل ہوجاتا، اور تعلیم وتعلّم سے اپنا رشتہ توڑ لیتا''۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے مسلک کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، آپ کے صاحبزادے محمد (متوفی: ۱۹۰ھ/ ۸۰۷ء) زاہد وعابد تھے، ابن عساکر کے بقول انھوں نے اپنے والد کے صرف وہی اقوال نقل کیے جن کا تعلق اخلاقی تعلیمات سے تھا، یہی صورت امام ثوری کے مسلک کے ساتھ بھی پیش آئی، وہ جماعتِ زاہدین کے شیخ ومرشد تھے، ان کے شاگرد بشر الحافی پر بھی ایک وقت ایسا آیا کہ انھوں نے یہ کہہ کر روایتِ حدیث ترک کردی کہ:

''علم حدیث آج طلبِ دنیا اور حصول لذت کا ایک وسیلہ ہے.....، میری بہت سی کتابیں ہیں..... اور میں بحالت صحت وزندگی ان کو دفن کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں''۔

یہی صورت حال امام ابوثور رحمہ اللہ کے مسلک کے ساتھ پیش آئی، حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ (جو اس پائے کے فقیہ تھے کہ اپنے استاذ امام ابوثور رحمہ اللہ کی مجلس میں ان کے سامنے فتوے دیا کرتے تھے) نے تصوف اختیار کرلیا، اور اپنے استاذ کے مسلک کی اشاعت پر توجہ نہیں دی۔

مسالک کے ضیاع میں یکسو تلامذہ کی کم تعداد، بعد والوں کی دون ہمتی اور عدمِ تدوین نے بھی اپنا کردار ادا کیا ہے، اس کی مثال میں حنبلی مسلک کو پیش کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے، اگر امام احمد کے شاگردوں کے شاگرد ابو بکر خلال رحمہ اللہ (متوفی: ۳۱۱ھ/ ۹۲۴ء) نے چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال وعلوم کی تدوین کا بیڑا نہ اٹھایا ہوتا تو یہ مسلک بھی ناپید ہو گیا ہوتا۔

خطیب نے لکھا ہے کہ:

''خلال رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کے علوم کو جمع کرنے پر توجہ دی، اور اس کے لیے مختلف خطوں کے اسفار کیے، اور ان کو مدون کیا، امام احمد کے مسلک میں ان سے بڑھ کر کسی نے تدوین کا کام نہیں کیا''۔

ذہبی رحمہ اللہ نے بھی 'سیر أعلام النبلاء' میں لکھا ہے کہ:

''خلال سے پہلے امام احمد بن حنبل کا کوئی مستقل مسلک نہیں تھا، انھوں نے ہی امام احمد کے اقوال کو تیسری صدی ہجری کے بعد جمع، مدون اور مدلل کیا''۔

شاگردوں وعلمائے مسلک کی سستی وکوتاہی:

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے مسلک کے ساتھ ایک مسئلہ یہ درپیش آیا کہ ان کے تلامذہ کی تعداد بہت محدود تھی، اور انھوں نے مسلک کی حفاظت وترویج کے سلسلے میں عالی ہمتی کا ثبوت بھی نہیں دیا، ابن عساکر کے مطابق امام موصوف کے فتاوی کا گہرا علم رکھنے والے شاگرد کل دس تھے، اور اِن حضرات نے اُن کے دس فیصد سے بھی کم فتاویٰ مدون کیے، ان کے شاگردوں نے ان کے فتاوی کی تدوین اور ان کے مذاکرہ پر توجہ نہیں دی، تفریع واستنباط کا تو ذکر کیا؟ اسی لیے ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کے معاصر شامی فقیہ امام سعید بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز تنوخی (متوفی: ۱۶۷ھ/ ۷۸۴ء) امام اوزاعی رحمہ اللہ کے شاگردوں کو اس سلسلہ میں تنبیہ کرتے ہوئے کہتے:

''آخر تم لوگ امام اوزاعی رحمہ اللہ کے فتاوی جمع کیوں نہیں کرتے، ان کا باہم مذاکرہ کیوں نہیں کرتے''۔

پھر جب امام اوزاعی رحمہ اللہ کا یہ مسلک اندلس پہنچا تو وہاں بھی اسے اپنے لیے یکسو علما دستیاب نہیں ہو سکے، یعنی ایسے علما میسر نہیں آئے جو اس پر ویسی توجہ دیں جیسی توجہ ایک مسلک کو اپنے بقا اور فروغ کے لیے مطلوب ہوتی ہے، مثلاً قاضی مصعب بن عمران کے سلسلے میں ابن الفرضی نے 'تاریخ علماء الاندلس' میں لکھا ہے کہ:

وہ ''امام اوزاعی رحمہ اللہ اور دیگر شامی علما نیز اہل مدینہ کی آرا نقل کرتے تھے، کسی ایک مسلک کی تقلید نہیں کرتے تھے، اور اپنی صوابدید سے فیصلے کرتے تھے''۔

یہی صورت حال امام لیث بن سعد کے مسلک کے ساتھ پیش آئی، جسے امام شافعی رحمہ اللہ نے (ذہبی رحمہ اللہ کے نقل کردہ) اپنے الفاظ میں یوں تعبیر کیا ہے:

''لیث بن سعد رحمہ اللہ مالک بن انس رحمہ اللہ سے زیادہ فقیہ تھے، لیکن ان کے شاگردوں نے انھیں ضائع کر دیا''۔

بعض مسالک کے ناپید ہونے کا سبب یہ بھی ہوا کہ ان کے متبعین کسی ایک جگہ خاصی تعداد میں جمع نہیں ہو سکے، بلکہ مختلف علاقوں اور شہروں میں پھیل گئے یا بٹ گئے، جس کے نتیجہ میں کوئی ایسا مرکز وجود میں نہیں آ سکا جہاں ان مسلک کی اچھی علمی خدمت ہوتی، ان کی تدوین ہوتی، مسلک فروغ پاتا، اور اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا جاتا، اور اس طرح وہ مرکز اپنے مسلک کا ایسا قلعہ بنتا جو اس کی حفاظت و ترقی کا ضامن ہوتا، اس کی ایک مثال امام ثوری رحمہ اللہ کا مسلک ہے، جن کے شاگرد کوفہ، بغداد، موصل، دینور، ری (آج کا تہران)، خراسان اور مصر میں پھیل گئے تھے۔

اسی طرح کچھ مسالک کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا کہ ان کے مؤسس ائمہ کے ممتاز تلامذہ اس دنیا سے بغیر اپنے جانشینوں کو تیار کیے جلد ہی رخصت ہو گئے، مثلاً شام میں امام اوزاعی کے جو تلامذہ ان کی فقہ کا گہرا علم رکھتے تھے وہ جلد ہی وفات پا گئے، اور اندلس میں عبد الملک بن حسن زونان (متوفی: ۲۳۲ھ/ ۸۴۷ء) نے اوزاعی مسلک ترک کر کے مالکی مسلک اختیار کر لیا۔ امام ثوری رحمہ اللہ کے مسلک کے ناپید ہونے کا بھی غالباً یہی سبب تھا، ان کے تمام سرگرم تلامذہ ان کی وفات کے بعد صرف تیس برس کی مدت میں انتقال کر گئے، سب سے پہلے امام ثوری کے ممتاز ترین شاگرد معافی موصلی نے وفات پائی، پھر بشر الحافی نے تدریس کا سلسلہ ختم کر کے اعمالِ تصوف پر اپنی توجہ مرکوز کر دی، یہی صورت حال ظاہریہ کے ساتھ بھی پیش آئی، ابن خلدون نے اپنے زمانہ میں ظاہری مسلک کے حال پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

''پھر اہل ظاہر کا مسلک اپنے ائمہ کی وفات کی وجہ سے ناپید ہو گیا''۔

ان معدوم ہو چکے مسالک کے علما کی عدم موجودگی میں ان کی کتابوں سے استفادہ کر کے اگر کوئی ان کے احیا کی کوشش کرتا، تو وہ ایک طرح کی بدعت کا مرتکب خیال کیا جاتا، ابن خلدون رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''معلّمین کے بغیر براہ راست کتابوں سے استفادہ کرنے کی اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روش کی وجہ سے بعض لوگ 'بدعت' کے مرتکب خیال کیے جاتے تھے، ایسا ابن حزم رحمہ اللہ نے کیا تھا، وہ ظاہری ہو گئے، ظاہری علما کے اقوال کا علم انھوں نے نہایت محنت سے حاصل کیا، پھر ظاہریہ کے امام، امام داود سے اختلاف کیا، اور دیگر ائمہ پر سخت ترین تبصرے کیے، نتیجہ یہ ہوا کہ اہل زمانہ ان کے خلاف ہو گئے، ان کا مسلک نہایت نامقبول ٹھہرا اور ان کی کتابوں پر بھی توجہ نہیں دی گئی، بلکہ بازاروں میں ان کی فروخت ممنوع قرار پائی، کبھی کبھی ان کی کتابیں پھاڑے جانے کے واقعات بھی پیش آئے''۔

حکومتوں کی جانب سے دار و گیر:

تلامذہ کے اندر علمی پختگی، جمع وتدوین کی صلاحیت، اپنے استاذ کی قدر و قیمت کے احساس اور ان کے علم کی نشر واشاعت کی اہمیت کا خیال تبھی پیدا ہوتا ہے جب ماحول میں صحیح علمی فضا قائم ہو، امام لیث رحمہ اللہ کے شاگردوں نے اپنے استاذ کے علم پر جو کما حقہ توجہ نہیں دی اس کا ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں مصر میں علم اس صورت میں موجود نہیں تھا جو اس کی تحصیل کے لیے لازمی ہے، اور ان کو تدوین کا وہ سلیقہ بھی نہیں تھا جس کے ذریعہ وہ امام کے اقوال وروایات کو ضائع ہونے سے بچا سکتے۔

امام لیث رحمہ اللہ کثیر التصانیف تھے، اسی لیے ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو 'کثیر التصانیف امام' کہا ہے، لیکن پہلی صدی ہجری کے آخر تک اہل مصر کا رجحان صرف فتن وملاحم اور فضائل اعمال کی روایات کی جانب تھا، ابن یونس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یزید بن ابی حبیب نوبی رحمہ اللہ (متوفی: ۱۲۸ھ/ ۷۴۶ء) وہ پہلے آدمی تھے جنھوں نے مصر میں علم وفقہ کو فروغ دیا، ان سے پہلے اہل مصر صرف فتن، ملاحم اور ترغیب کے موضوعات پر ہی توجہ دیتے''، یہ یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ امام لیث رحمہ اللہ کے استاذ تھے۔

بسا اوقات فقہی ماحول کے اختلافات بھی ایسی شدت اختیار کر لیتے کہ اس کی تاب نہ لاکر کوئی مسلک ناپید ہو جاتا، مثلاً حنابلہ (جن کے ساتھ ظاہریہ تھے) اور امام طبری رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف ایسا رخ اختیار کر گیا کہ امام طبری رحمہ اللہ کا مسلک اس کی وجہ سے ختم ہو گیا، گو کہ وہ اس قضیہ میں (بقول عظیم محدث ابن خزیمہ رحمہ اللہ) مظلوم تھے، ذہبی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ کی تفصیل یوں بیان کی ہے:

''ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور ابوبکر بن داود کے درمیان اختلاف ہو گیا، اور دونوں طرف سے انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، حنابلہ ابوبکر بن داود کے ساتھ تھے، اس طرح ان کی تعداد زیادہ ہو گئی، انھوں نے طبری رحمہ اللہ کے ساتھ ناروا سلوک کیا، طبری رحمہ اللہ کے ساتھ ایسے حالات پیش آئے کہ وہ اپنے گھر میں محصور ہو گئے''۔

صورت حال کا اندازہ ہم اس سے کر سکتے ہیں کہ امام طبری رحمہ اللہ کم از کم تیرہ برس گوشۂ عزلت میں گزارنے پر مجبور ہوئے، یہ کم از کم ممکنہ مدت ہے اس لیے کہ ابوبکر بن داود جن سے اختلاف کے نتیجے میں یہ صورت پیش آئی ان کی وفات ۲۹۷ھ/ ۹۱۰ء میں ہوئی، جب کہ طبری ۳۱۰ھ/ ۹۲۳ء تک حیات رہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کم از کم ممکنہ مدت (۱۳ برس) بھی ان کی علمی زندگی کا ایک تہائی حصہ ہے۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کوئی فقیہ دیگر فقہا یا جمہور پر تیز و تند تنقید کرتا جس سے اس کے تعلقات دیگر فقہا سے خراب ہو جاتے، اس کے نتیجے میں اس کی ایسی مخالفت ہوتی کہ اس کا مسلک جم نہیں پاتا اور وہ معاشرے میں مقبولیت اور فروغ سے محروم ہو جاتا، اس کی سب سے واضح مثال امام ابن حزم رحمہ اللہ کی ذات ہے، ابن بسام شنتریني رحمہ اللہ (متوفی: ۵۴۲ھ/ ۱۱۴۷ء) نے 'الذخیرۃ' میں اپنے مخالفین کے ساتھ ان کا طرز عمل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وہ نرم الفاظ واسلوب کے بجائے نہایت دھاردار الفاظ واسلوب میں گفتگو کرتے، جس کی وجہ سے لوگ ان سے متنفر ہو جاتے.....، یہی روش انھوں نے اپنے معاصر فقہا کی بابت اختیار کی جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں ان سے دوری پیدا ہوگئی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب ان کے مخالف ہو گئے، ان کو بیک زبان گمراہ قرار دینے لگے، حکومتی حلقہ کو ان کے 'فتنہ' سے متنبہ کرنے لگے، اپنی عوام کو ان سے باز رہنے کی تلقین کرتے نتیجہ یہ ہوا کہ حکومتیں ان کو اپنے علاقوں سے جلاوطن کرنے لگیں''۔

بعض مسالک کو حکومتوں کی جانب سے دار و گیر کا بھی سامنا کرنا پڑا، مثلاً عباسی خلفا نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا کہ ان کے لیے درس حدیث بھی ممکن نہیں رہا، خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس سلسلہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جب (عباسی خلیفہ) ابو جعفر منصور نے (۱۵۸ھ/ ۷۷۵ء میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج کرنے کے لیے) مکہ کا سفر کیا تو اس نے یہ منادی کرادی کہ اگر سفیان ثوری کو پاؤ تو ان کو سولی دے دو، امام ثوری رحمہ اللہ کے لیے سولی نصب کر دی گئی، اور ان کے نام کی پکار بھی لگ گئی''۔

لیکن منصور کی مکہ میں اچانک وفات ہوگئی اور اس طرح امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نجات پا گئے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، عباسیوں نے دمشق پر قبضہ کیا تو انھوں نے اسے خیر باد کہہ دیا، پھر جب ان کی ملاقات عباسی گورنر عبداللہ بن علی عباسی سے ہوئی تو بنو امیہ کو بلا سبب قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے جیسی اس کی حرکتوں پر امام اوزاعی رحمہ اللہ نے نہایت جرأت کے ساتھ اس پر تنقید کی، پھر مجبوراً انھیں اپنی بقیہ زندگی بیروت میں سرحد پر ایک مرابط (مجاہد/سرحدی پہرہ دار) کے طور پر گزارنی پڑی۔

جب کہ اندلس میں امام اوزاعی رحمہ اللہ کے مسلک کے خاتمہ کا سبب یہ ہوا کہ وہاں کے اموی حکمراں معروف مالکی فقیہ یحییٰ بن یحییٰ لیثی مالکی (متوفی: ۲۳۴ھ/۸۴۹ء) کے نہایت قدرداں تھے، اور اس لیے قاضیوں کا تقرر ان کے مشورے سے ہی کرتے، اس لیے لوگوں کا رجحان بالعموم مالکی مسلک کی جانب ہونے لگا، کچھ عرصہ بعد تو یہ صورت حال پیش آئی کہ امیر حکم مستنصر (متوفی: ۳۶۶ھ/۹۷۷ء) نے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں یہ لکھا گیا تھا کہ:

''مالکی مسلک سے روگردانی کرنے والے شخص کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور اسے اپنے برے اعمال اچھے لگنے لگتے ہیں''۔ (یہ وہ اوصاف ہیں جو قرآن مجید نے بدترین کفار کے بتائے ہیں)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومتی حلقوں میں مسالک کے نفوذ کا کتنا اثر پڑا اس کا اندازہ ہم ابن عقیل حنبلی کے آگے نقل کیے جا رہے قول سے کر سکتے ہیں، ابن الجوزی رحمہ اللہ نے 'مناقب أحمد بن حنبل' میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''اس حنبلی مسلک پر اس کے حاملین نے ظلم کیا ہے، اس لیے کہ حنفی وشافعی علما قضا یا دوسری حکومتی ذمہ داریاں قبول کر لیتے، جس کی وجہ سے ان مسلکوں کی تعلیم وتعلّم کی جانب لوگوں میں رجحان پیدا ہوتا، لیکن حنبلی مسلک کے علما میں جن کو بھی کچھ علم حاصل ہوتا ان کا رجحان زہد وعبادت کی جانب ہو جاتا''۔

کسی مخصوص مسلک کے حق میں حکومت کے میلان کے نتیجہ میں دوسرے مسالک کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا، یہ صورت حال ظاہری مسلک کو اندلس میں پیش آئی، اس مسلک کے اپنے زمانے میں پیشوا امام ابن حزم رحمہ اللہ کی وفات ایسی تنہائی کے عالم میں ہوئی کہ ان کے لیے امیر اشبیلیہ معتضد بن عباد (متوفی: ۴۶۱ھ/ ۱۰۶۹ء) کے حکم پر لوگوں سے ملنے جلنے پر پابندی تھی، فقہا کے ساتھ ابن حزم رحمہ اللہ کے اختلافات کے علاوہ اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ وہ اموی حکمرانوں کی جانب رجحان رکھتے تھے، جس سے نئے حکمرانوں کو پریشانی ہوتی تھی، ابن حزم رحمہ اللہ کو جس آزمائش سے گزرنا پڑا اس کے سیاسی اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے شتر ینی لکھتے ہیں:

''ان کی آزمائشوں کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ وہ بنی امیہ کے گزشتہ حکمرانوں اور موجودہ امیروں کے ہمنوا تھے، ان کی حکمرانی کو صحیح تسلیم کرتے تھے، اور دیگر قریشی حکمرانوں سے بیزار تھے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالات و کیفیاتِ زمانہ کا اثر:

سیاسی تبدیلیوں کا ایک بڑا اثر شہروں کی کیفیت پر بھی پڑتا تھا، کسی خطہ میں کسی حکومت کا دارالسلطنت پائے جانے سے وہ خطہ اور شہر ترقی کر جاتا تھا، اور اس کے اثرات میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، جس کے نتیجے میں اس علاقہ کا رائج مسلک ترقی پاتا تھا، مثلاً دولت عباسی کا قیام ہوا تو عراق میں حنفیت اور حجاز میں مالکیت کا بول بالا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ دونوں مسالک اس تبدیلی کے نتیجے میں بہت طاقتور ہو گئے۔

اس کے بالمقابل امام اوزاعی کا مسلک درحقیقت اہل شام کا مسلک تھا، اور جس وقت وہ وجود میں آیا اسی عہد میں خلافت بنوامیہ کا زوال ہو گیا، جس کا دارالسلطنت دمشق تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ عمرانی و علمی سرگرمیاں وہاں ماند پڑ گئیں اور ان کا مرکز اب عراق قرار پایا۔

ابن خلدون نے حنفی مسلک کی طاقت کا ایک راز یہ بھی بتایا ہے کہ ''یہ مسلک عراق و بغداد کا تھا، اور امام ابوحنیفہ کے تلامذہ کا خلفائے بنی عباس سے قریبی رابطہ تھا''، ابن خلدون ہی عراق میں مالکی مسلک کے کمزور پڑنے کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''(عراق کے مالکی امام) ابوبکر ابہری رحمہ اللہ (متوفی: ۳۷۵ھ/ ۹۸۶ء) اور ان کے ممتاز تلامذہ کی وفات ہو جانے کے بعد، نیز عہدۂ قضا پر حنفی و شافعی فقہا کی تقرری سے عراق میں مالکی مسلک کمزور ہو گیا، اور اس کا تعلیمی سلسلہ ماند پڑ گیا اس لیے کہ عام طور پر لوگ حکمرانوں اور سربرآوردہ طبقات کا اتباع کرتے ہیں''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حزم رحمہ اللہ نے مالکی و حنفی مسالک کی اپنے اپنے علاقوں میں پھیلنے کی وجہ بھی یہی بتائی ہے، ان کے شاگرد حمیدی رحمہ اللہ نے 'جذوۃ المقتبس' میں ان کا یہ ملفوظ نقل کیا ہے کہ:

''یہ دونوں مسالک ابتدا میں حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھے،..... اس لیے کہ لوگ دنیوی جاہ ومنزل کی طرف رغبت رکھتے ہیں، اور اسی جانب آگے بڑھتے ہیں جہاں سے ان کے مصالح کی تکمیل ہوتی ہے''۔

حمیدی نے اسی طرح لکھا ہے کہ

''قیروان ومغرب میں حنفی مسلک موجود تھا، لیکن جب امام سحنون مالکی رحمہ اللہ نے قضا کا عہدہ قبول کرلیا تو قیروان ومغرب میں حنفی مسلک کمزور ہونے لگا''

امام اوزاعی اور دیگر ائمہ کے مسالک کو اندلس میں یہی صورت حال پیش آئی، وہاں ان کا مقابلہ مالکی مسلک سے ہوا، لیکن غیر مالکی مسالک پنپ نہیں سکے، قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں:

''لوگوں نے اندلس میں مالکی مسلک قبول کیا، اور طاقت کے زور پر دوسرے مسالک کے المقابلہ اس کی حفاظت کی، باہر سے آنے والے بعض حضرات شافعی، حنفی، حنبلی اور ظاہرہ مالک وہاں داخل کرنا چاہا، لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکے، اور یہ مسالک اپنے لانے والوں کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہوگئے''۔

ایسا بھی محسوس ہوتا ہے کہ جغرافیائی حالات اور طلبۂ علم کے اسفار کا بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسالک کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں دخل ہوتا تھا، مثلاً مغرب و اندلس میں امام مالک کا مسلک اس لیے فروغ پایا کہ اندلسی طلبہ مدینہ آتے، جہاں مالکی مسلک تھا، اور اس سفر میں انھیں شام جانے کی ضرورت پیش نہ آتی جہاں امام اوزاعی کا مسلک رائج وغالب تھا، اسی طرح یکساں سماجی حالات بھی مسالک کے فروغ میں کردار ادا کرتے، مثلاً حجاز کی طرح اندلس ومغرب کے ماحول پر بھی بداوت غالب تھی، اس لیے وہاں اہل حجاز کا مالکی مسلک فروغ پایا اور اس نے امام اوزاعی کے مسلک کو ختم کر دیا، حالانکہ امام اوزاعی کا مسلک وہاں پہلے پہنچ گیا تھا۔ ①

① الجزیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادارے کی دیگر کتب

① اہل سنت اور محرم الحرام	تالیف حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
② امیر حجاج بن یوسف ثقفی رحمہ اللہ چند غلط فہمیوں کا ازالہ	تالیف وترتیب محمد فہد حارث
③ اولیاء اللہ اور تصوف	تالیف علامہ عبدالسلام مبارکپوری
④ وقائع دلپذیر بادشاہ بیگم اَوَدھ (جلد اول)	تالیف عبدالاحد رابط
⑤ ہندوستان کی سیاسی تاریخ کا مذہبی پہلو (جلد دوم)	تالیف پروفیسر محمد ایوب قادری
⑥ وبائی امراض اور جمعہ وجماعت پر پابندی	تالیف ڈاکٹر محمد مشتاق احمد
⑦ جدید سبائی گروہ کا علمی تعاقب	تالیف حافظ عبید اللہ
⑧ حیات سیدنا یزید رحمہ اللہ	تالیف ابوالحسین عظیم الدین صدیقی
⑨ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید رحمہ اللہ	تالیف علامہ محمود احمد عباسی رحمہ اللہ
⑩ داؤدی بوہرے ایک اجمالی تعارف	تالیف محمد فہد حارث
⑪ دین تصوف	جمع وتدوین: محمد فہد حارث
⑫ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاسی زندگی	تالیف مولانا علی احمد عباسی رحمہ اللہ
⑬ خلیفہ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر سوا عتراضات کا علمی تجزیہ	تالیف پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی
⑭ سیرۃ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (اتہام وشیعیت کی حقیقت)	تالیف مولانا علی احمد عباسی رحمہ اللہ
⑮ فضائل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم اور مسائل واقعات محرم الحرام	تالیف حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
⑯ شہید کربلا اور کردار یزید کا علمی وتحقیقی جائزہ	تالیف حافظ عبید اللہ
⑰ تاریخ شاہان عالم	تالیف ابوحیان ظہیر الدین بابر
⑱ مولانا محمد اسماعیل ریحان کی "تاریخ امت مسلمہ" کا تحقیقی جائزہ (حصہ اول)	تالیف حافظ عبید اللہ
⑲ ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں (سفرنامہ)	تالیف محمد فہد حارث
⑳ رد عقائد بدعیہ اور تردید حاضر وناظر	تالیف شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ
㉑ اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ	جمع وتدوین: محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

Email: haris.publications@gmail.com